خمرہ و جلباب و حجاب کا حکم

از

ابوشہریار

۲۰۲۰

پہلی اشاعت ۲۰۲۰
جملہ حقوق محفوظ ہیں
اس کتاب یا اس کے اجزاء کو کسی اور شکل میں شائع کرنے کو اجازت نہیں ہے
– اس کتاب کی فروخت سخت ممنوع ہے

First Published in 2020
ALL RIGHTS RESERVED
No part of this work may be reproduced or used in any form or by any means – graphic, electronic, or mechanical, including photocopying, recording, taping, web distribution, or information storage retrieval systems – without the written permission of the publisher.

www.islamic-belief.net

فہرست

پیش لفظ 5

امہات المومنین کے لئے حجاب کا حکم 7

حجاب کے حکم کی وجہ اول 7

حجاب کے حکم کی وجہ ثانی 10

حجاب کے حکم کی وجہ ثالث 12

جنگ جمل 15

اصحاب رسول کی احتیاط 18

نابینا صحابی سے پردہ کا حکم 20

رضاعی رشتہ دار سے حجاب 24

حرائر کے لئے جلباب کا حکم 26

آیت جلباب کا مقصد 28

بوڑھی عورت پر جلباب لینا فرض نہیں ہے 33

خمرہ اور محرم کے احکام 34

حمو کے ساتھ خلوت میں رہنا 37

دور نبوی میں لونڈیوں کا بے پردہ رہنا؟ 39

ام المومنین رضی اللہ عنہا کا غلام سے پردہ نہ کرنا 41

غلام سے پردہ نہیں ہے 43

حالت احرام اور چہرے کا پردہ 47

نہ نقاب نہ دستانہ؟ 47

حالت احرام میں امہات المومنین کے چہرے کا پردہ 51
حالت احرام میں زبردستی پردہ کرانا 56
فاطمہ بنت المنذر سے منسوب عمل 57
حج کے بعد فضل بن عباس کا قصہ 62
عید گاہ کا ذکر 66
بعض منکر روایات 70
صرف ایک آنکھ سے دیکھو ؟ 71
شیطان عورت کو تاڑتا ہے ؟ 75
گھر میں نماز مسجد سے افضل ہے ؟ 76
متمنی شادی کا شکل دیکھنا 82
ایک صحابیہ کا قصہ 87
مہندی کا حکم 88
راویوں کی تہمتیں 90
فقہاء کے فتوے 93
امام ابو حنیفہ کا فتوی 93
امام احمد کا عجیب فتوی 94
امام مالک کا فتوی 94
امام ابن حزم کا فتوی 95
نتائج 97

بسم اللہ الرحمان الرحیم

پیش لفظ

حجاب ، جلباب ، خمرہ یہ سب قرآنی الفاظ ہیں اور ان کے احکام تدریجا لیکن قریب قریب نازل ہوئے ہیں – اسی طرح محرم سے متعلق احکام بھی نازل ہوئے ہیں- البتہ نزول احکام کے حوالے سے لوگوں نے واقعات کو ملا دیا ہے یہاں تک کہ امام بخاری نے صحیح میں نزول حکم حجاب کی کئی وجوہات نقل کر دی ہیں- مورخین و مفسرین کے کلام میں بھی اختلاف ملتا ہے

راقم کہتا ہے اسلامی معاشرہ میں تدریجا پردہ کا حکم جاری کیا گیا – ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بعد سن ۳ ھ میں امہات المومنین کو چہرہ کا حجاب کا حکم دیا گیا – مثال قائم کی گئی – تمام آزاد عورتوں کو جلباب لینے کا حکم کیا گیا اور پھر سورہ النور میں محرم سے متعلق احکام دیے گئے –

یہاں عربی کے الفاظ کا مطلب جاننا ضروری ہے

خمرہ ، دوپٹہ کو کہتے ہیں جو قریش کی عربی میں وہی ہو سکتا ہے جو مشرکین مکہ کی عورتوں میں رواج پذیر ہو – نصرانیوں و اہل کتاب کی متمول عورتیں دوپٹہ لیتی تھیں جو فیشن تھا اور سب کو اس لفظ کا مطلب معلوم تھا

جلباب کا مطلب عبا نما چیز لینا ہے یہ بھی قبل بعثت نبوی کی خواتین میں مستعمل تھا اور سب کو اس لفظ کا مطلب معلوم تھا

ان دونوں الفاظ کا مطلب جسم و سر ڈھانکنا ہے ، عربی میں ان کا مطلب چہرہ چھپانا نہیں ہے

راقم کہتا ہے قرآن قریش کی زبان میں ہے - جلباب کا لفظ نزول قرآن سے بھی پہلے سے موجود تھا اور معلوم ہے کہ عرب مشرک عورتوں میں چہرہ چھپانے کا رواج نہ تھا-

قرآن میں حکم دیا گیا کہ امہات المومنین حجاب کے پیچھے سے بات کریں- حجاب سے مراد ہر وہ چیز جو مطلوب کو چھپا دے، اور اس تک پہنچنے نہ دے، مثلا کپڑے کا پردہ، دروازے،

اور چق وغیرہ- حجاب کا حکم امہات المومنین کے لئے نازل ہوا ہے کہ وہ چق یا دروازہ کے پیچھے سے بات کریں اور معلوم ہے کہ باہر نکلنے پر وہ چہرہ بھی چھپاتی تھیں البتہ یہ حکم ان پر خاص تھا - حجاب کا حکم امہات المومنین رضی اللہ عنہما کو دیا گیا کہ عام مسلمان مرد اور ان میں فاصلہ رہے اور وہ ازواج النبی کو اب اپنی والدہ کی طرح سمجھیں - ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے لئے بھی وہ امہات المومنین والدہ کی طرح تھیں جو ان کی صلبی بیٹیاں نہیں تھیں – اس طرح علی و عثمان رضی اللہ عنہما کے لئے امہات المومنین ان کی سوتیلی ساس تھیں اور ان سے بھی امہات المومنین پردہ کرتیں تھیں کیونکہ آدمی کے لیے اس کی بیوی کی ساس (حقیقی ماں) محرم ہے، بیوی کی سوتیلی ماں محرم نہیں-

سورہ احزاب و سورہ نور کے احکام قریب قریب نازل ہوئے ہیں لیکن حجاب ، جلباب اور خمرہ کا عربی میں الگ الگ مطلب ہے [1]

ابو شہر یار

۲۰۲۰

---

[1]

البانی نے کتاب الرد المفحم على من خالف العلماء وتشدد وتعصب وألزم المرأة أن تستر وجهها وكفيها وأوجب ولم يقنع بقولهم: إنه سنة ومستحبة میں علماء پر خوب جرح کی ہے جو چہرے کے پردے کو فرض کہتے ہیں بلکہ ان علماء کو علم حدیث سے بھی عاری قرار دیا ہے

وہابی عالم اور مسجد قباء کے امام وخطیب صالح المغامسی نے ایک خطبہ میں کہا ہے کہ چہرے کے پردے کے بارے میں اسلام میں اختلاف پایا جاتا ہے اور ہر دور کے فقہاء میں اس بارے میں اختلاف رہا ہے

امہات المومنین کے لئے حجاب کا حکم

حجاب کا حکم پہلی بار ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا کے ولیمہ کے بعد نازل ہوا – اس سے قبل امہات المومنین چہرہ کا پردہ نہ کرتیں تھیں – مورخین کے نزدیک زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح ٣ ھ میں ہوا اور بعض نے کہا ٥ ہجری میں ہوا – راقم کے نزدیک ٣ ہجری صحیح قول ہے

آمد مدینہ میں جنگ احد کے بعد اصحاب رسول کی تربیت کی گئی – ان کو بتایا گیا کہ ان میں اور ازواج النبی میں فاصلہ رہنا چاہیے اور ازواج النبی کو حکم دیا گیا کہ وہ پردے کے پیچھے سے نا محرم مردوں سے کلام کریں ، ان کے سامنے مت آئیں

حجاب کے حکم کی وجہ اول

قرآن قریش کی عربی میں نازل ہوا ہے اور قبل اسلام قریشی خواتین پردہ نہ کرتیں تھیں – ان میں چہرہ چھپانے کا کوئی رواج نہ تھا

ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کا حکم سورہ الاحزاب میں ہے- سورہ الاحزاب کی ابتدائی آیات میں پہلے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کا حکم ہے - زینب بنت جحش سے نکاح کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت ولیمہ دی جس میں بعض حضرات زیادہ دیر رہے اور رسول اللہ نے ان کو جانے کا بھی نہیں کہا حتی کہ رسول اللہ حجرہ سے باہر نکل گئے – صحیح بخاری کی روایت کے مطابق

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلاَبَةَ، قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: أَنَا أَعْلَمُ النَّاسِ بِهَذِهِ الآيَةِ: آيَةِ الحِجَابِ " لَمَّا أُهْدِيَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ رَضِيَ اللَّهُ

عَنْهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَتْ مَعَهُ فِي البَيْتِ صَنَعَ طَعَامًا وَدَعَا القَوْمَ، فَقَعَدُوا يَتَحَدَّثُونَ، فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ ثُمَّ يَرْجِعُ، وَهُمْ قُعُودٌ يَتَحَدَّثُونَ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لاَ تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ} [الأحزاب: 53] إِلَى قَوْلِهِ {مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ} [الأحزاب: 53] فَضُرِبَ الحِجَابُ وَقَامَ القَوْمُ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا میں آیت حجاب کے بارے میں سب سے زیادہ جانتا ہوں جب زینب بنت جحش کا ولیمہ تھا وہ ان کے ساتھ گھر میں تھیں ، کھانا بنایا گیا لوگوں کو دعوت دی گئی ، وہ بیٹھے اور باتیں کرنے لگے – اس کی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا گھر میں لوگ ہیں پس آپ کو حیا آئی اور آپ چلے گئے اور اللہ نے حجاب کی آیت نازل کی يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لاَ تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ سے لے کر قَوْلِهِ {مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ} [الأحزاب: 53] تک ، پس حجاب ڈالا گیا اور قوم پھر کھڑی ہوئی

السندی کہتے ہیں کہ زینب رضی اللہ عنہا سے سن 3 ہجری میں نکاح کیا

زينب بنت جحش، أمُّ المؤمنين رضي الله عنها، هي أَسَدِيَّةٌ، تزوَّجها النبيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سنة ثلاث

زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے شادی کے حوالے سے کتاب جمل من أنساب الأشراف میں بلاذری نے لکھا ہے

ويقال إنه تزوجها رجوعه من غزاة المريسيع، وكانت المريسيع فِي شعبان سنة خمس. ويقال إنه تزوجها في سنة ثلاث

اور کہا جاتا ہے ان سے نکاح کیا غزوۂ مُرَیسیع سے واپسی پر اور غزوۂ مُرَیسیع شعبان سن ٥ ہجری میں ہوا اور کہا جاتا ہے سن 3 ہجری میں ہوا[2]

---

[2] طبقات ابن سعد میں ہے
أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ. حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: سَمِعْتُ صَالِحَ بْنَ كَيْسَانَ يَقُولُ: نَزَلَ حِجَابُ رسول الله - صلى الله عليه وسلم - على نِسَائِهِ فِي ذِي الْقَعْدَةِ سَنَةَ خَمْسٍ مِنَ الْهِجْرَةِ

قرآن میں امہات المومنین کو حکم دیا گیا ہے کہ

وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ

اورجب تم نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیویوں سے کوئي چیز طلب کرو تو پردے کے پیچھے سے طلب کرو

مکمل آیت ہے

يَآ اَيُّـهَا الَّـذِيْنَ اٰمَنُـوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْـرَ نَاظِرِيْنَ اِنَاهُ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُـمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُـمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ۚ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِى النَّبِـىَّ فَيَسْتَحْيِىْ مِنْكُمْ ۖ وَاللّـٰهُ لَا يَسْتَحْيِىْ مِنَ الْحَقِّ ۚ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَاسْاَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ۚ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ۚ وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّـٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوٓا اَزْوَاجَهٝ مِنْ بَعْدِهٓ اَبَدًا ۚ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّـٰهِ عَظِيْمًا

اے ایمان والو نبی کے گھروں میں داخل نہ ہو مگر اس وقت کہ تمہیں کھانے کے لیے اجازت دی جائے نہ اس کی تیاری کا انتظام کرتے ہوئے لیکن جب تمہیں بلایا جائے تب داخل ہو پھر جب تم کھا چکو تو اٹھ کر چلے جاؤ اور باتوں کے لیے جم کر نہ بیٹھو، کیوں کہ اس سے نبی کو تکلیف پہنچتی ہے اور وہ تم سے شرم کرتا ہے، اور حق بات کہنے سے اللہ شرم نہیں کرتا، اور جب نبی کی بیویوں سے کوئی چیز مانگو تو پردہ کے باہر سے مانگا کرو، اس میں تمہارے اور ان کے دلوں کے لیے بہت پاکیزگی ہے، اور تمہارے لیے جائز نہیں کہ تم رسول اللہ کو ایذا دو اور نہ یہ کہ تم آپ کی بیویوں سے آپ کے بعد کبھی بھی نکاح کرو، بے شک یہ اللہ کےنزدیک بڑا گناہ ہے

یعنی اصحاب رسول مردوں کو حکم دیا گیا کہ بے دھڑک گھر میں داخل نہ ہو - اسی طرح امہات المومنین کو حکم دیا گیا کہ وہ پردے کے پیچھے سے کلام کریں

صَالِحَ بْنَ كَيْسَانَ نے کہا کہ آیت حجاب کا نزول سن ٥ ھ میں ہوا- راقم کہتا ہے یہ قول غلط ہے - زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح سن ٣ میں ہوا ہے اور قرآن میں ذکر ہے اسی موقعہ پر حجاب کا حکم کیا گیا

سن ٥ میں غزوة بني المصطلق ہوا - اس سے واپسی پر واقعہ افک ہوا- عائشہ رضی اللہ عنہا کی صحیح بخاری کتاب المغازی کی حدیث میں ہے کہ میں انتظار میں اسی جگہ بیٹھی رہی جہاں پہلے پڑاؤ تھا ، اتنے میں میری آنکھ لگ گئی ، صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ وہاں آئے ، اس نے مجھے دیکھتے ہی پہچان لیا اور اونچی آواز سے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا ، جس سے میں میری آنکھ کھل گئی تو میں نے اپنی چادر سے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا[3] - واقعہ افک غزوہ بنی مصطلق یا غزوۂ مُرَیسیع سے واپسی پر پیش آیا جو٥ ہجری میں ہوا اس وقت تک پردے کی آیات نازل ہو چکی تھیں جیسا کہ بخاری کی حدیث میں ہے اور یہ حکم سورہ الاحزاب کا ہی ہے- غزوة الأحزاب ، غزوة بني المصطلق سے پہلے ہوا - سن ٥ میں غزوة بني المصطلق ہوا تھا، لہذا امہات المومنین کو حجاب کا جو احکام سورہ الاحزاب میں دیے گئے وہ سن 3 میں دیے گئے ہیں نہ کہ سن ٥ ہجری میں

یہ سب قرآن سے واضح ہے لیکن جب ہم روایات کو دیکھتے ہیں تو ان میں سخت اضطراب ملتا ہے مثلا بعض احادیث میں بیان ہوا ہے کہ عمر نے ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا کو ستایا، ان پر آوازیں لگائیں جب وہ رفع حاجت کے لئے نکلی تھیں

حجاب کے حکم کی وجہ ثانی

صحيح البخاري: كِتَابُ تَفْسِيرِ القُرْآنِ (بَابُ قَوْلِهِ {لاَ تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ) صحیح بخاری: کتاب: قرآن پاک کی تفسیر کے بیان میں ہے

3 ام المومننیں نے پلو سے چہرہ چھپا لیا باقاعدہ کوئی سلا ہوا حجاب انہوں نے نہیں پہنا ہوا تھا جیسا کہ آجکل عورتیں کرتی ہیں – نہ پردہ کے تحت امہات المومنین دستانے پہنتیں تھیں جیسا کہ آج کل بعض دین دار خواتین نیکی سمجھ کر کرتی ہیں – ہر وہ عمل جو امہات المومنین کے عمل سے بڑھ جائے وہ دین میں غلو ہے- دستانے صرف سردی کی وجہ سے پہنے جاتے تھے

حَدَّثَنِي زَكَرِيَّاءُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجَتْ سَوْدَةُ بَعْدَمَا ضُرِبَ الْحِجَابُ لِحَاجَتِهَا وَكَانَتْ امْرَأَةً جَسِيمَةً لَا تَخْفَى عَلَى مَنْ يَعْرِفُهَا فَرَآهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ يَا سَوْدَةُ أَمَا وَاللَّهِ مَا تَخْفَيْنَ عَلَيْنَا فَانْظُرِي كَيْفَ تَخْرُجِينَ قَالَتْ فَانْكَفَأَتْ رَاجِعَةً وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِي وَإِنَّهُ لَيَتَعَشَّى وَفِي يَدِهِ عَرْقٌ فَدَخَلَتْ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي خَرَجْتُ لِبَعْضِ حَاجَتِي فَقَالَ لِي عُمَرُ كَذَا وَكَذَا قَالَتْ فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ ثُمَّ رُفِعَ عَنْهُ وَإِنَّ الْعَرْقَ فِي يَدِهِ مَا وَضَعَهُ فَقَالَ إِنَّهُ قَدْ أُذِنَ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجْنَ لِحَاجَتِكُنَّ

ہم سے زکریا بن یحییٰ نے بیان کیا ، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا ، ان سے ہشام نے ، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد قضاءحاجت کے لئے نکلیں وہ بہت بھاری بھرکم تھیں جو انہیں جانتا تھا اس سے پوشیدہ نہیں رہ سکتی تھیں ۔ راستے میں عمر بن خطاب نے انہیں دیکھ لیا اور کہا کہ اے سودہ ! ہاں خدا کی قسم آپ ہم سے اپنے آپ کو نہیں چھپا سکتیں دیکھئے تو آپ کس طرح باہر نکلی ہیں ۔ بیان کیا کہ سودہ رضی اللہ عنہا الٹے پاؤں وہاں سے واپس آگئیں ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت میرے حجرہ میں تشریف رکھتے تھے اور رات کا کھانا کھا رہے تھے ، رسول اللہ کے ہاتھ میں اس وقت گوشت کی ایک ہڈی تھی ۔ سودہ رضی اللہ عنہا نے داخل ہوتے ہی کہا ، یا رسول اللہ ! میں قضاءحاجت کے لئے نکلی تھی تو عمر (رضی اللہ عنہ) نے مجھ سے باتیں کیں ، بیان کیا کہ آپ پر وحی کا نزول شروع ہو گیا اور تھوڑی دیر بعد یہ کیفیت ختم ہوئی ، ہڈی اب بھی آپ کے ہاتھ میں تھی ۔ آپ نے اسے رکھا نہیں تھا ۔ پھر نبي صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں (اللہ کی طرف سے) قضاءحاجت کے لئے باہر جانے کی اجازت دے دی گئی ہے ۔

یہ روایت هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ کی سند سے ہے – سند صحیح ہے البتہ روایت کا متن صحیح نہیں منکر ہے – سودہ رضی اللہ عنہا رات میں نکلیں اور عمر رضی اللہ عنہ کے لئے وہ ام المومنین تھیں لہذا ان کا تبصرہ کرنا مناسب نہیں تھا- راقم کے نزدیک متن منکر ہے- روایت میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ یہ سب پلان کے تحت کر رہے تھے کہ اس طرح آوازیں کس کر وہ اپنے رب کو مجبور کر رہے تھے کہ وہ آیت حجاب کا نزول کرے – صحیح بخاری ح 146 اور 6240 کے الفاظ ہیں

فَنَادَاهَا عُمَرُ: أَلَا قَدْ عَرَفْنَاكِ يَا سَوْدَةُ حِرْصًا عَلَى أَنْ يُنْزَلَ الْحِجَابُ، قَالَتْ عائشةُ: فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى الْحِجَابِ

عمر نے ان کو پکار کر کہا اے سودہ ہم تم پہچان گئے ، وہ چاہ رہے تھے کہ حجاب کا حکم نازل ہو – عائشہ نے کہا پس اللہ تعالی نے آیت حجاب نازل کر دی

کیا اس اس طرح آوازیں کسنے سے اللہ تعالی قرآن کی آیات نازل کر دیتا تھا ؟

ظاہر ہے قرآن کسی کی خواہش پر نازل نہیں ہوا تھا - حدیث افک میں موجود ہے کہ عورتیں رفع الحاجت کے لئے رات میں نکلتی تھیں - صحیح بخاری 4750 میں ہے وَكُنَّا لاَ نَخْرُجُ إِلَّا لَيْلًا إِلَى لَيْلٍ ہم خواتین رفع حاجت کے لئے رات میں نکلتی تھیں اور واقعہ افک نزول حکم حجاب کے بعد ہوا ہے یعنی عمر رضی اللہ عنہ نے اس طرح آوازیں رات میں ام المومنین سودہ پر لگائیں- عمر رضی اللہ عنہ اس مزاج کے آدمی نہیں تھے جو اس روایت میں بیان ہوا ہے

راقم کہتا ہے یہ روایت منکر ہے – حجاب کا حکم ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کے وقت آیا ہے

حجاب کے حکم کی وجہ ثالث

بعض راویوں نے ذکر کیا کہ عمر کے ستانے کی وجہ سے پردہ کا حکم نازل نہیں ہوا بلکہ انہوں نے اس کا باقاعدہ مشورہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا تھا

صحیح بخاری کی ضعیف السند روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ امہات المومنین کو پردہ کرایا جائے

حدیث نمبر: 4483 حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ: وَافَقْتُ اللَّهَ فِي ثَلَاثٍ أَوْ وَافَقَنِي رَبِّي فِي ثَلَاثٍ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَوِ اتَّخَذْتَ مَقَامَ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى، وَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، يَدْخُلُ عَلَيْكَ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ، فَلَوْ أَمَرْتَ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ بِالْحِجَابِ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ آيَةَ الْحِجَابِ، قَالَ: وَبَلَغَنِي مُعَاتَبَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْضَ نِسَائِهِ، فَدَخَلْتُ عَلَيْهِنَّ، قُلْتُ: إِنِ انْتَهَيْتُنَّ أَوْ لَيُبَدِّلَنَّ اللَّهُ رَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرًا مِنْكُنَّ حَتَّى أَتَيْتُ إِحْدَى نِسَائِهِ، قَالَتْ: يَا عُمَرُ، أَمَا فِي رَسُولِ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَعِظُ نِسَاءَهُ حَتَّى تَعِظَهُنَّ أَنْتَ ؟ فَأَنْزَلَ اللَّهُ: عَسَى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ مُسْلِمَاتٍ سورة التحريم آية 5 الْآيَةَ، وَقَالَ ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ، سَمِعْتُ أَنَسًا، عَنْ عُمَرَ.

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے، ان سے حمید طویل نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ فرمایا، تین مواقع پر اللہ تعالیٰ کے نازل ہونے والے حکم سے میری رائے نے پہلے ہی موافقت کی یا میرے رب نے تین مواقع پر میری رائے کے موافق حکم نازل فرمایا۔ میں نے عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ! کیا اچھا ہوتا کہ آپ مقام ابراہیم کو طواف کے بعد نماز پڑھنے کی جگہ بناتے تو بعد میں یہی آیت نازل ہوئی۔ اور میں نے عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ! آپ کے گھر میں اچھے اور برے ہر طرح کے لوگ آتے ہیں۔ کیا اچھا ہوتا کہ آپ امہات المؤمنین کو پردہ کا حکم دے دیتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت حجاب (پردہ کی آیت) نازل فرمائی اور انہوں نے بیان کیا اور مجھے بعض ازواج مطہرات سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خفگی کی خبر ملی۔ میں نے ان کے یہاں گیا اور ان سے کہا کہ تم باز آ جاؤ، ورنہ اللہ تعالیٰ تم سے بہتر بیویاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بدل دے گا۔ بعد میں ازواج مطہرات میں سے ایک کے ہاں گیا تو وہ مجھ سے کہنے لگیں کہ عمر! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنی ازواج کو اتنی نصیحتیں نہیں کرتے جتنی تم انہیں کرتے رہتے ہو۔ آخر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی «عسى ربه إن طلقكن أن يبدله أزواجا خيرا منكن مسلمات» کوئی تعجب نہ ہونا چاہئیے اگر اس نبی کا رب تمہیں طلاق دلا دے اور دوسری مسلمان بیویاں تم سے بہتر بدل دے۔ آخر آیت تک۔ اور ابن ابی مریم نے بیان کیا، انہیں یحییٰ بن ایوب نے خبر دی، ان سے حمید نے بیان کیا اور انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا۔

سندا اس میں حمید الطویل مدلس کا عنعنہ ہے[4] - المخلصيات وأجزاء أخرى لأبي طاهر المخلص از محمد بن عبد الرحمن بن العباس بن عبد الرحمن بن زكريا البغدادي المخَلِّص (المتوفى: 393ھ) میں ہے

---

[4] امام بخاری کو ظاہر ہے علم تھا کہ سند میں حمید الطویل کا عنعنہ ہے لہذا اس روایت کے ساتھ انہوں نے سند دی ہے
وَقَالَ ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ، سَمِعْتُ أَنَسًا، عَنْ عُمَرَ

اس طرح حمید کی تدلیس کا خطرہ ان کے نزدیک ختم ہو گیا ہے

لیکن یہ سند بھی ضعیف ہے کیونکہ سند میں يحيى بن أيوب الغافقي المصري ہے جس کو باقی محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے
أبو حاتم: لا يحتج به. اس سے دلیل مت لینا
وقال النسائي: ليس بالقوي. قوی نہیں ہے
أحمد: سيئ الحفظ. اس کا حافظہ خراب ہے
بخاری نے ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، کی سند سے اس کو بیان کیا ہے
اور ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، نے امام مالک سے یحیی بن ایوب کی کسی روایت کا ذکر کیا تو امام مالک نے کہا کذب ہے
یعنی یہ امام مالک کے نزدیک کذاب ہے
سیر الاعلام النبلاء از الذھبی میں ہے
وَقَالَ ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ: حَدَّثْتُ مَالِكًا بِحَدِيثٍ حَدَّثَنَا بِهِ يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْهُ، فَسَأَلْتُهُ عَنْهُ، فقال: كذب وغیرہ

لہذا اس سند سے سماع ثابت نہیں ہوتا - شارح بخاری شمس الدين البِرْماوي، أبو عبد الله محمد بن عبد الدائم بن موسى النعيمي العسقلاني المصري الشافعي (المتوفى: 831 هـ) کا اللامع الصبيح بشرح الجامع الصحيح میں کہنا ہے

وإنَّما لم يجعل هذا الإسنادَ أصلًا لمَا في يَحيَى من سُوءِ حفْظه
ولأنَّ ابن أبي مَرْيَم ذكَره مُذاكرةً، أي: على روايةِ (قال)، لا روايةِ (حدَّثنا).

اس سند کو بخاری لائے ہیں اصل میں نہیں (بلکہ شاہد کے طور پر) کیونکہ اس میں یحیی خراب حافظہ والا ہے اور بخاری نے یہ روایت حدثنا سے نہیں لی بلکہ کسی مذاکرے میں ابن ابی مریم نے ذکر کی تھی اس لئے قال کہا ہے

یعنی یہ صحیح کی اصل روایت نہیں تعلیقا ذکر کی گئی ہے

رجال کی کتب میں موجود ہے کہ
قال أبو عبيدة الحداد عن شعبة لم يسمع حميد من أنس إلا أربعة وعشرين حديثا

حدثنا يحيى بنُ محمدٍ: حدثنا العلاءُ بنُ سالمٍ أبوالحسنِ: حدثنا حفصُ بنُ عمرَ الرازيُّ، عن قرةَ بنِ خالدٍ، عن حميدٍ الطويلِ، عن أنسٍ قالَ: قالَ عمرُ بنُ الخطابِ:وافقتُ ربّي عزَّ وجلَّ في ثلاثٍ أو وافَقني في ثلاثٍ، قلتُ: يا رسولَ اللهِ، هذا مقامُ أَبينا إبراهيمَ لو اتخَذْناه مُصلّى، فنزلتْ: {وَاتَّخِذُواْ مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى} [البقرة: 125] وقلتُ: يا رسولَ اللهِ، لو اتخَذتَ حجاباً، فأنزلَ اللهُ عزَّ وجلَّ آيةَ الحجابِ، وقلتُ لنسائِهِ: لتُطعْنَ رسولَ اللهِ أو ليُبدلنَّه اللهُ عزَّ وجلَّ أزواجاً خيراً مِنكن، فأَنزلَ اللهُ عزَّ وجلَّ: {عَسَى رَبُّهُ إِن طَلَّقَكُنَّ} الآية [التحريم: 5] (1) .

قالَ ابنُ صاعدٍ: وهذا (2) حديثٌ غريبٌ عن قرةَ، ما سمعْناهُ إلا مِنه.

ابنُ صاعد نے کہا اس حدیث میں غرابت ہے قرہ سے – یہ ہم نے نہیں سنی سوائے اس سے

اس کی سند میں بھی حمید الطویل مدلس ہیں

راقم کہتا ہے یہ وراثتی کی روایات ہیں جن میں الگ الگ وجوہات بیان کر دی گئی ہیں –اختلاف و اضطراب روایات میں قرآن ہمارے لئے کافی ہے - قرآن میں ہے کہ حجاب کا حکم امہات المومنین پر ہے – جلباب و خمرہ کا حکم تمام آزاد مسلم عورتوں پر ہے –

جنگ جمل

امہات المومنین کو یہ بھی کہا گیا کہ تم اپنی زیب وزینت کو اس طرح ظاہر نہ کرتی پھرو جس طرح اسلام سے پہلے کفر کے زمانے میں عورتیں کرتی تھیں اور گھروں میں رکو - ہم کو معلوم ہے کہ اس کا مقصد ہے کہ امہات المومنین مردوں میں اس طرح نہیں آئیں گی جس طرح مشرکوں کی عورتیں آتی جاتی تھیں – البتہ ہم کو معلوم ہے کہ سفروں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی ازواج کو ساتھ

أبو عبيدة الحداد ، شعبة سے روایت کرتے ہیں کہ حمید نے أنس سے سوائے 24 روایات کے کچھ نہ سنا

جبکہ صحیح بخاری میں حمید کی انس سے پچپن 55 روایات ہیں جن کے متن جدا ہیں لہذا ظاہر ہے کہ امام بخاری نے سو سال پہلے وفات پانے والے بصرہ کے امام شعبہ کی بات نہیں مانی جو شعبہ نے اپنے ہم عصر بصرہ کے راوی حمید الطویل کے بارے میں کہی تھی -

رکھا ہے اور ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی فقہ میں وہ جنگ میں شرکت بھی کر سکتی ہیں جیسا معلوم ہے کہ جنگ جمل میں وہی لشکر کی سالار تھیں ، ہودج میں سے حکم جاری کر رہی تھیں

عبد الرحمان کیلانی نے کہا کہ جنگ جمل کی شرکت اضطراری عمل تھا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس پر افسوس تھا

(1) یہ واقعہ ایک اتفاقی اور اضطراری امر تھا۔ شہادت عثمانؓ کے قصاص کے سلسلہ میں پوری امت مسلمہ دو گروہوں میں بٹ گئی تھی۔ قصاص چونکہ قرآن مجید کا حکم ہے اسلئے حضرت عائشہؓ کو ایسے اہم اور بنیادی مسئلہ میں قصاص کا مطالبہ کرنیوالوں کا ساتھ دینا پڑا۔

(2) وہ خود اس جنگ میں شامل ہونے کے واقعہ کو اپنی غلطی تسلیم کر لیں تو پھر اعتراض کی کیا بات رہ جاتی ہے۔ چنانچہ عبداللہ بن احمد بن حنبل نے زوائد الزھد میں اور ابن منذر نے ابن ابی شیبہ اور ابن سعد نے اپنی کتابوں میں مسروق کی یہ روایت نقل کی ہے کہ:

جب حضرت عائشہ قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے اس آیت ﴿ وقرن فی بیوتکن ﴾ پر پہنچتی تھیں تو بے اختیار رو پڑتی تھیں یہاں تک کہ ان کا دوپٹہ بھیگ جاتا تھا۔ کیونکہ اس پر انھیں اپنی غلطی یاد آجاتی تھی جو ان سے جنگ جمل میں ہوئی تھی (تفہیم القرآن ج 4 ص 91)

راقم کہتا ہے اضطرای حالت میں بھی شریعت کو نہیں بدلا جا سکتا اور یہ کہنا کہ ام المومنین کو افسوس تھا محض جھوٹوں کا فسانہ ہے [5]

5

حلیہ اولیاء از أبو نعيم الأصبهاني (المتوفى: 430هـ)میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ مَالِكٍ، ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، حَدَّثَنِي مَنْ، سَمِعَ عَائِشَةَ، " تَقْرَأُ فِي الصَّلَاةِ: {فَمَنَّ اللهُ عَلَيْنَا وَوَقَانَا عَذَابَ السَّمُومِ} [الطور: 27] " فَتَقُولُ: «مِنَّ عَلَيَّ وَقِنِي عَذَابَ السَّمُومِ» قَالَ: وَحَدَّثَنِي مَنْ، سَمِعَ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللهُ تَعَالَى [ص:49] عَنْهَا " تَقْرَأُ {وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ} [الأحزاب: 33] فَتَبْكِي حَتَّى تَبُلَّ خِمَارَهَا

أَبِي الضُّحَى نے روایت کیا اس سے جس نے عائشہ سےسنا وہ نماز میں آیت پڑھتیں ... اور کہتیں مجھ پر علی نے احسان کیا عذاب سموم سے بچایا اور   روایت کیا اس نے جس نے سنا کہ عائشہ   جب آیت   {وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ} [الأحزاب: 33]   (گھر میں بیٹھی رہو) پڑھتیں تو خوب روتیں کہ دوپٹہ بھیگ جاتا

سند میں مجہول راوی ہے وہ جس نے سنا کون ہے معلوم نہیں ہے – راقم کہتا ہے یہ تو ام المومنین کے لئے فخر کی بات ہے کہ انہوں نے حق کے لئے بصرہ تک کا سفر کیا - آیت {وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ} [الأحزاب: 33] مکمل نہیں لکھی جاتی اس میں ہے جاہلیت کی طرح زینت و خوبصورتي مت دکھاو

تَبَرُّج لغات کے مطابق (اسم): الْمُبَالَغَة فِي إِظْهَار الزِّينَة وَالْمَحَاسِن زینت میں اظہار مبالغہ ہے

عائشہ رضی اللہ عنہا مکمل پردہ میں تھیں - ہودج میں تھیں

عبد الرحمان کیلانی نے اور مودودی نے اس مکذوبہ و بلا سند روایت کو قبول کر کے پھیلایا – عبد الرحمان کیلانی نے کتاب خلافت و جمہوریت میں مودودی کے حوالے سے لکھا

خود حضرت عائشہؓ کا اپنا خیال اس باب میں کیا تھا۔ عبداللہ بن احمد بن حنبل نے زوائد الزھد میں، اور ابن المنذر، ابن ابی شیبہ اور ابن سعد نے اپنی کتابوں میں مسروق کی روایت نقل کی ہے کہ حضرت عائشہؓ جب تلاوتِ قرآن کرتے ہوئے اس آیت (وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ) پر پہنچتی تھیں تو بے اختیار رو پڑتی تھیں یہاں تک کہ ان کا دوپٹہ بھیگ جاتا تھا۔ کیونکہ اس پر انھیں اپنی وہ غلطی یاد آجاتی تھی جو ان سے جنگِ جمل میں ہوئی تھی۔ (تفہیم القرآن۔ ج ۴ ص ۹۱)

ام المومنین جنگ جمل میں ہودج میں مکمل حجاب میں تھیں لیکن فوج کو حکم دے رہی تھیں -

اسی کتاب میں دوسری سند ہے

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ أَحْمَدَ، ثنا أَحْمَدُ بْنُ مَسْعُودٍ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، ثنا الْأَوْزَاعِيُّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي عَوْفُ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ الطُّفَيْلِ، وَهُوَ ابْنُ أَخِي عَائِشَةَ لِأُمِّهَا: أَنَّ عَائِشَةَ، ... قَالَ عَوْفٌ: ثُمَّ سُمِعَتْ بَعْدَ ذَلِكَ تَذْكُرُ نَذْرُوهَا ذَلِكَ فَتَبْكِي حَتَّى تَبُلَّ دُمُوعُهَا خِمَارَهَا

اس کی سند میں محمد بن كثير بن أبي عطاء الثقفى مولاهم ، أبو يوسف الصنعانى ضعیف ہے – یہ آخری عمر میں مختلط ہوا تھا – احمد کہتے کہ یمن میں اس کے ہاتھ کوئی کتاب لگی اس سے اس نے روایت کرنا شروع کر دیا تھا

لیکن تمام قصہ گو اس کو سناتے ہیں

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

اصحاب رسول کی احتیاط

اصحاب رسول رضی اللہ عنہم خود بھی خیال رکھتے تھے کہ وہ امہات المومنین کو نہ دیکھیں – صحیح بخاری کی حدیث ٤٢١٣ میں ہے

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي حُمَيْدٌ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، يَقُولُ: «أَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ خَيْبَرَ، وَالمَدِينَةِ ثَلاَثَ لَيَالٍ يُبْنَى عَلَيْهِ بِصَفِيَّةَ»، فَدَعَوْتُ المُسْلِمِينَ إِلَى وَلِيمَتِهِ، وَمَا كَانَ فِيهَا مِنْ خُبْزٍ وَلاَ لَحْمٍ، وَمَا كَانَ فِيهَا إِلَّا أَنْ أَمَرَ بِلاَلًا بِالأَنْطَاعِ فَبُسِطَتْ، فَأَلْقَى عَلَيْهَا التَّمْرَ وَالأَقِطَ وَالسَّمْنَ، فَقَالَ المُسْلِمُونَ: إِحْدَى أُمَّهَاتِ المُؤْمِنِينَ، أَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِينُهُ؟ قَالُوا: إِنْ حَجَبَهَا فَهِيَ إِحْدَى أُمَّهَاتِ المُؤْمِنِينَ، وَإِنْ لَمْ يَحْجُبْهَا فَهِيَ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينُهُ، فَلَمَّا ارْتَحَلَ وَطَّأَ لَهَا خَلْفَهُ، وَمَدَّ الحِجَابَ

بعض صحابہ کہنے لگے اگر آپؐ نے صفیہ سے پردہ کروایا تو وہ اُمّہات المؤمنین میں سے ہوں گی اور اگر آپ نے ان سے پردہ نہ کروایا تو وہ آپ کی لونڈی ہوں گی۔ پس جب آپؐ نے وہاں سے کوچ کیا تو صفیہ کو پیچھے بٹھا لیا اور پردہ کھینچ دیا

آگے سفر کا ذکر صحیح بخاری ح ٣٠٨٥ میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الوَارِثِ، قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْفَلَهُ مِنْ عُسْفَانَ وَرَسُولُ اللَّهِ صلّى الله عليه وسلم عَلَى رَاحِلَتِهِ، وَقَدْ أَرْدَفَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ، فَعَثَرَتْ

(٣٨٩٧٣) حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: وَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ غُصْنًا رَطْبًا وَلَمْ أَسِرْ مَسِيرِي هَذَا.

(٣٨٩٧٣) عبداللہ بن عبید بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں پسند کرتی ہوں کہ میں ایک تر شاخ ہوتی اور اپنا یہ سفر طے نہ کرتی (جنگ جمل کے لیے سفر)

اس کی سند منقطع ہے – سند میں عبد اللہ بن عبید بن عمیر بن قتادة ہے ابن حزم کے نزدیک اس کا سماع نہیں ہے
.ابن حزم: لم يسمع من عائشة رضي الله عنها

تَاقَتُهُ، فَصُرِعَا جَمِيعًا، فَاقْتَحَمَ أَبُو طَلْحَةَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاءَكَ، قَالَ: «عَلَيْكَ المَرْأَةَ»، فَقَلَبَ ثَوْبًا عَلَى وَجْهِهِ، وَأَتَاهَا، فَأَلْقَاهُ عَلَيْهَا، وَأَصْلَحَ لَهُمَا مَرْكَبَهُمَا، فَرَكِبَا وَاكْتَنَفْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا أَشْرَفْنَا عَلَى المَدِينَةِ قَالَ: «آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ» فَلَمْ يَزَلْ يَقُولُ ذَلِكَ حَتَّى دَخَلَ المَدِينَةَ

انس بن مالک سے روایت ہے کہ ہم عسفان سے واپسی کے وقت نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے ساتھ تھے جبکہ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اونٹنی پر سوار تھے اور آپ کے پیچھے صفیہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ اچانک اونٹنی نے ٹھوکر کھائی اور اللہ کے رسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، صفیہ سمیت نیچے گر گئے۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ فوراً آپ کی خدمت میں پہنچے اور کہا :اے اللہ کے رسول ! اللہ مجھے آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پر فدا کرے! آپ نے فرمایا :''عورت کی خبر لو''۔ ابو طلحہ نے کپڑا اپنے منہ پرڈالا اور صفیہ کے پاس آئے 'پھر اپنا کپڑا اُن پر ڈال دیااور آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور صفیہ کی سواری کو درست کیا تو وہ دونوں سوار ہو گئے۔ اس کے بعد ہم آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے آس پاس رہے،جب ہم مدینہ کے پاس پہنچے تو آپ نے فرمایا: آیِبُوْنَ' تَائِبُوْنَ' عَابِدُوْنَ' لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ اور مدینہ میں داخل ہونے کے وقت تک آپ برابر یہی دعا پڑھتے رہے

یہ خصوصیت صرف امہات المومنین کی تھی کہ ان کے چہرہ کی طرف نہیں دیکھا جاتا تھا - صحیح بخاری میں ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ العَلاَءِ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ نَازِلٌ بِالْجِعْرَانَةِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالمَدِينَةِ، وَمَعَهُ بِلاَلٌ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: أَلاَ تُنْجِزُ لِي مَا وَعَدْتَنِي؟ فَقَالَ لَهُ: «أَبْشِرْ» فَقَالَ: قَدْ أَكْثَرْتَ عَلَيَّ مِنْ أَبْشِرْ، فَأَقْبَلَ عَلَى أَبِي مُوسَى وَبِلاَلٍ كَهَيْئَةِ الغَضْبَانِ، فَقَالَ: «رَدَّ البُشْرَى، فَاقْبَلاَ أَنْتُمَا» قَالاَ: قَبِلْنَا، ثُمَّ دَعَا بِقَدَحٍ فِيهِ مَاءٌ، فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ فِيهِ وَمَجَّ فِيهِ، ثُمَّ قَالَ: «اشْرَبَا مِنْهُ، وَأَفْرِغَا عَلَى وُجُوهِكُمَا وَنُحُورِكُمَا وَأَبْشِرَا». فَأَخَذَا القَدَحَ فَفَعَلاَ، فَنَادَتْ أُمُّ سَلَمَةَ مِنْ وَرَاءِ السِّتْرِ: أَنْ أَفْضِلاَ لِأُمِّكُمَا، فَأَفْضَلاَ لَهَا مِنْهُ طَائِفَةً

ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ غزوئہ طائف کے موقع پر رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے مدینہ اور مکہ کے درمیان مقام جعرانہ پر پڑائو ڈالا اور آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے ساتھ بلال بھی تھے۔ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ایک پیالے میں پانی منگوا کر اس سے دونوں ہاتھ اور منہ دھوئے اور اس میں کلی بھی کی۔ پھر آپ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ہم دونوں سے کہا کہ اس پانی کو پی لو' اپنے منہ اور سینے پر ڈا لو اور خوشخبری حاصل کرو' تو ہم نے ایسے ہی کیا ، پسام المومنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے پردے کے پیچھے سے کہا کہ اپنی ماں کے لیے بھی کچھ پانی چھوڑ دینا تو انہوں نے اس میں سے کچھ پانی ان کے لیے چھوڑ دیا

نابینا صحابی سے پردہ کا حکم

بعض مجہول الحال راویوں نے عجیب و غریب روایات گھڑیں اور محدثین میں سے بعض نے ان کو امہات المومنین پر خاص قرار دے دیا ہے - سنن ابو دائود، حدیث نمبر 4112 میں ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِي نَبْهَانُ، مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: كُنْتُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ مَيْمُونَةُ، فَأَقْبَلَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ وَذَلِكَ بَعْدَ أَنْ أُمِرْنَا بِالْحِجَابِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «احْتَجِبَا مِنْهُ»، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَلَيْسَ أَعْمَى لَا يُبْصِرُنَا، وَلَا يَعْرِفُنَا؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَفَعَمْيَاوَانِ أَنْتُمَا [ص:64]، أَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ»، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «هَذَا لِأَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً

ام سلمہ فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے پاس تھی اور آپ کے پاس ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ سامنے سے عبداللہ بن ام مکتوم (جو نابینا تھے) تشریف لائے - رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ ان سے تم دونوں پردہ کرو، ہم نے عرض کیا یارسول اللہ کیا یہ نابینا نہیں ہیں؟ رسول اللہ نے فرمایا کہ کیا تم دونوں بھی اندھیاں ہو ، انہیں دیکھتی نہیں ہو؟“

ابو داود نے کہا یہ حکم ازواج النبی کے کیے خاص ہے

دوسری طرف عصر حاضر کے محقق البانی اور شعیب الأرناؤوط اس کو ضعیف قرار دیتے ہیں - صحیح ابن حبان کی تعلیق میں شعیب الأرنؤوط لکھتے ہیں

إسناده ضعيف. نبهان مولى أم سلمة: لَمْ يُوَثِّقْهُ غير المؤلِّف، ولم يَرو عنه غير الزهرى ومحمد بن عبد الرحمن، وقال أحمد: نبهان روى حديثين عجيبين، يعني. هذا الحديث وحديث "إذا كان لإحداكن مكاتب فلتحتجب منه " ونقل صاحب " المبدع " 11/7 تضعيفه عن أحمد. وقال ابن عبد البر: نبهان مجهول لا يعرف إلا برواية الزهري

عنه، وقال ابن حزم -فيما نقله الذهبي عنه في " المغني " 694/2: مجهول، وفي " التقريب ": مقبول، يعني حيث يتابع وإلا فهو لين الحديث، ومتن الحديث معارض بأحاديث صحاح كما سيأتي. والحديث في " مسند أبي يعلى " ورقة 1/321.

اس کی سند ضعیف ہے - نبهان مولى أم سلمة کی توثیق صرف ابن حبان نے کی ہے اور اس سے زہری و محمد بن عبد الرحمان کے سوا کوئی روایت نہیں کرتا اور احمد نے کہا نبهان مولى أم سلمة نے دو عجیب احادیث روایت کی ہیں یعنی یہ حدیث اور حدیث .. اور صاحب المبدع نے امام احمد سے اس روایت کی تضعیف نقل کی ہے اور ابن عبد البر نے کہا نبہان مجہول ہے ... متن حدیث صحیح احادیث سے معارض ہے

اسی سند سے سنن نسائی میں ہے

أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ نَبْهَانَ، مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ

نسائی کہتے ہیں

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: مَا نَعْلَمُ أَحَدًا رَوَى عَنْ نَبْهَانَ غَيْرَ الزُّهْرِيِّ

ہم نہیں جانتے کہ نَبْهَانَ سے سوائے الزُّهْرِيِّ کے کسی نے روایت کیا ہو

کتاب ذيل ديوان الضعفاء والمتروكين از الذھبی کے مطابق

نبهان، كاتب أم سلمة: قال ابن حزم: مجهول: روى عنه الزهري.

نبهان، ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا کے کاتب تھے ابن حزم کہتے ہیں مجھول ہے الزهري ان سے روایت کرتے ہیں

ابن عبد البر کہتے ہیں نبهان مجهول لا يُعرف إلا برواية الزهري عنه هذا الحديث، نبهان مجھول ہے اور صرف اسی روایت سے جانا جاتا ہے

کتاب المغني لابن قدامة کے مطابق

فَأَمَّا حَدِيثُ نَبْهَانَ فَقَالَ أَحْمَدُ: نَبْهَانُ رَوَى حَدِيثَيْنِ عَجِيبَيْنِ. يَعْنِي هَذَا الْحَدِيثَ، وَحَدِيثَ: «إذَا كَانَ لِإِحْدَاكُنَّ مُكَاتَبٌ، فَلْتَحْتَجِبْ مِنْهُ» وَكَأَنَّهُ أَشَارَ إلَى ضَعْفِ حَدِيثِهِ

پس جہاں تک نَبْهَانَ کی حدیث کا تعلق ہے تو احمد کہتے ہیں کہ نَبْهَانَ نے دو عجیب حدیثیں روایت کی ہیں یہ (ابن مکتوم سے پردہ) والی اور...پس انہوں نے اس کے ضعف کی طرف اشارہ کیا

راقم کہتا ہے نابینا دیکھ نہیں سکتا لہذا اس سے پردہ کیوں ہو ؟ چہرہ کے حجاب کے بعد بھی دیکھا جا سکتا ہے

حیرت ہے کہ یہی علماء فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے ہیں کہ ان کو ابن مکتوم کے گھر بھیجا گیا کہ یہ وہاں کپڑے تک بدل سکتی ہیں

دلیل نمبر5: فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

«عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ أَنَّ أَبَا عُمَرَ بْنِ حَفْصٍ طَلَّقَهَا اَلْبَتَّةَ وَهُوَ غَائِبٌ... فَجَاءَتْ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ وَذَكَرَتْ لَهُ... فَأَمَرَهَا أَنْ تَعْتَدَّ فِيْ بَيْتِ أُمِّ شَرِيْكٍ ثُمَّ قَالَ: تِلْكَ اِمْرَأَةٌ يَغْشَاهَا أَصْحَابِي اِعْتَدِّيْ عِنْدَ ابْنِ أُمِّ مَكْتُوْمٍ، فَإِنَّهُ رَجُلٌ أَعْمٰى تَضَعِيْنَ ثِيَابَكِ عِنْدَهُ، (وَفِي رِوَايَةٍ) اِنْتَقِلِيْ إِلٰى أُمِّ شَرِيْكٍ... وَأُمُّ شَرِيْكٍ اِمْرَأَةٌ غَنِيَّةٌ مِنَ الأَنْصَارِ عَظِيْمَةُ النَّفَقَةِ فِي سَبِيْلِ اللهِ يَنْزِلُ عَلَيْهِ الضِّيْفَانُ فَقُلْتُ سَأَفْعَلُ فَقَالَ: لاَ تَفْعَلِيْ إِنَّ أُمَّ شَرِيْكٍ امْرَأَةٌ كَثِيْرَةُ الضِّيْفَانِ، فَأَنِّي أَكْرَهُ أَنْ يَسْقُطَ خِمَارُكِ أَوْ يَنْكَشِفَ الثَّوْبَ عَنْ سَاقَيْكِ فَيَرَى الْقَوْمُ مِنْكِ بَعْضَ مَا تَكْرَهِيْنَ وَلٰكِنْ أنْتَقِلِيْ إِلٰى ابْنِ عَمِّكِ عَبْدِاللهِ ابْنِ أُمِّ مَكْتُوْمِ الأَعْمٰى» (نسائي، الخطبة في النكاح، رساله مذكور ص۳۰)

جب انہیں (ان کے خاوند) عمرو بن حفص نے تین طلاقیں دے دیں اور وہ غائب تھا..... تو فاطمہ بنت قیس رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور انہیں یہ معاملہ بتلایا۔ تو آپ ﷺ نے فاطمہ بنت قیس کو حکم دیا کہ وہ اپنی عدت ام شریک کے گھر میں گزارے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: یہ عورت (ام شریک) ایسی ہے جس کے ہاں میرے صحابہ بکثرت آتے جاتے ہیں۔ لہٰذا تم ابن ام مکتوم کے ہاں عدت گزارو۔ کیونکہ وہ اندھا آدمی ہے تو اس کے ہاں کپڑے تک اتار سکتی ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فاطمہ بنت قیس کو فرمایا کہ: ام شریک کے ہاں منتقل ہو جا۔ ام شریک انصار کی ایک غنی عورت تھی جو اللہ کی راہ میں بہت خرچ کرتی تھی' اس کے ہاں بہت مہمان آتے تھے میں نے عرض کیا میں ام شریک کے ہاں چلی جاتی ہوں۔ پھر آپ نے فرمایا۔ ایسا نہ کر کیونکہ ام شریک کے ہاں بہت

سے مہمان آتے جاتے ہیں اور میں یہ پسند نہیں کرتا کہ تمہارے سر سے دوپٹہ گرا ہوا ہو
یا پنڈلی سے کپڑا ہٹا ہوا ہو اور یہ لوگ تجھے اس حالت میں دیکھیں جو تجھے ناگوار ہو۔ لیکن
تو اپنے چچا ابن ام مکتوم (نابینا) کے ہاں چلی جا۔"

قَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ حَدِيثُ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ يَدُلُّ عَلَى جَوَازِ نَظَرِ الْمَرْأَةِ إِلَى الْأَعْمَى وَهُوَ أَصَحُّ مِنْ هَذَا (الاستذكار لابن عبد البر 79/18، رقم 26912)

اس حدیث کا ذکر کے ابن عبد البرنے کہا فاطمہ بنت قیس کی نابینا کو دیکھنے کی حدیث ، نبھان کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے

قَالَ ابْن عبد الْبر فِي «التَّمْهِيد» حَدِيث فَاطِمَة بنت قيس - يَعْنِي: الْآتِي - فِي بَاب النَّهْي عَن الْخطْبَة عَلَى الْخطْبَة، دَلِيل عَلَى جَوَاز نظر الْمَرْأَة للأعمى وَكَونهَا مَعَه فِي بَيت (وَإِن لم تكن ذَات محرم مِنْهُ؛ فَإِن فِيهِ أمرهَا بالابتدال إِلَى بَيت) أم مَكْتُوم. وَقَوله: «فَإنَّهُ أَعْمَى تضعين ثِيَابك عِنْده لم ير شَيْئا» فَفِيهِ مَا يرد حَدِيث نَبْهَان هَذَا (قَالَ:) وَمن قَالَ بِحَدِيث فَاطِمَة احْتج بِصِحَّتِهِ، وَأَنه لَا مطعن لأحدٍ فِيهِ، وَأَن نَبْهَان لَيْسَ مِمَّن يحْتَج بحَدِيثه. وَزعم أَنه لم يرو إلاّ حديثين منكرين: أَحدهمَا (هَذَا) وَالْآخر عَن أم سَلمَة «فِي الْمكَاتب إِذا كَانَ عِنْده مَا يُؤَدِّي فِي كِتَابَته، احْتَجَبت مِنْهُ سيدته

التبيان في تخريج وتبويب أحاديث بلوغ المرام از خالد بن ضيف الله الشلاحي میں ہے

امام احمدنے واقدی کو ناپسند کیا جب انہوں نے اس نبھان والی حدیث کو روایت کیا

قال أحمد بن محمد -يعني ابن محرز- سمعت أحمد بن حنبل يقول لم يزل يدافع أمر الواقدي حتى روى عن معمر عن الزهري عن نبهان عن أم سلمة حديث "أفعمياوان أنتما" فجاء بشيء لا حيلة فيه، والحديث حديث يونس لم يروه غيره

رضاعی رشتہ دار سے حجاب

صحیح بخاری میں ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ أَفْلَحَ، أَخَا أَبِي القُعَيْسِ جَاءَ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهَا، وَهُوَ عَمُّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ، بَعْدَ أَنْ نَزَلَ الحِجَابُ، فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ، فَلَمَّا جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي صَنَعْتُ «فَأَمَرَنِي أَنْ آذَنَ لَهُ

عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے رضاعی چچا أفلح کے بارے میں بیان کرتی ہیں جو کہ ابو عقیس کے بھائی تھےکہ انہوں نے مجھ سے حجاب کی آیات نازل ہونے کے بعد گھر میں داخل ہونے کی اجازت مانگی تو میں نے انہیں اجازت دینے سے انکار کر دیا۔جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میں نے آپ کو اس واقعہ کی خبر دی تو آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں افلح کو گھر میں داخل ہونے کی اجازت دوں

عائشہ رضی اللہ عنہا کا پہلے یہی خیال تھا کہ اپنے رضاعی چچا سے بھی پردہ ہے،اس لیے انہوں نے اپنے رضاعی چچا کو اپنے گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہ دی۔ بعد میں رسول اللہ کے بتانے پر کہ رضاعی چچا سے عورت کا پردہ نہیں ہے ، آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے چچا کو گھر میں داخل ہونے کی اجازت دے دی۔

صحیح مسلم کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَة اَنَّهَا اَخْبَرَتْه اَنَّ عَمَّهَا مِنَ الرَّضَاعَة يُسَمّٰى اَفْلَحَ اسْتَأْذَنَ عَلَيْهَا فَحَجَبَتْه فَاَخْبَرَتْ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ لَهَا: لَا تَحْتَجِبِيْ مِنْهُ (صحیح مسلم:۱۴۴۵)

عروہ ، عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے خبر دی کہ ان کے رضاعی چچا افلح نے ان کے پاس آنے کی اجازت طلب کی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے پردہ کر لیا ۔پھر رسول اللہ کو اس معاملے کی خبر دی تو آپؐ نے فرمایا: اس سے پردہ نہ کرو

یہ چیز محرم کے احکام میں سے ہے ، جو تمام مسلم عورتوں کے حوالے سے ہے – عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے رضاعی چچا کو حمو میں سے سمجھا لہذا اجازت نہ دی کیونکہ وہ حجرات میں اکیلی تھیں لیکن جب معلوم ہو گیا یہ محرم ہیں ان کو انے دیا

صحیح بخاری و مسلم میں عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ہے وہ بیان کرتی ہیں

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے تو میرے پاس ایك شخص بیٹھا ہوا تھا آپ نے فرمایا عائشہ یہ کون ہے ؟ تو میں نے عرض کیا: یہ میرا رضاعی بھائی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اے عائشہ دیکھو کہ تمہارے بھائی کون ہیں، کیونکہ رضاعت بھوك سے ہوتی ہے

حجاب کا حکم امہات المومنین کو جب دیا گیا- ہم کو معلوم ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بہت سے شاگرد تہے جو ان سے علم سیکھنے ان کے حجرہ میں آتے تھے لہذا وہ وہاں ان سے حجاب میں کلام کرتیں تھیں-

چہرہ کا پردہ امہات المومنین کے لئے خاص تھا لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ کوئی اور عورت بھی چہرہ چھپائے تو اس کو منع کیا جاتا تھا – بقیہ عورتوں میں جو چاہتی چہرہ چھپا لیتی اور جو چاہتی اس کو نہ چھپاتی – البتہ لونڈیوں کو شکل چھپانے سے مطلق روکا جاتا اور بعض روایات میں ہے کہ ان کو مارا بھی جاتا تھا اگر چہرہ چھپاتی پائی جائیں -

حرائر کے لئے جلباب کا حکم

حرائر   یعنی آزاد مسلم عورت (جو لونڈی نہ ہو) ان کے لئے جلباب اوڑھنے کا حکم منافقین کی وجہ سے نازل ہوا - دور نبوی میں آزاد عورتیں سروں پر دوپٹہ لیتی تھیں اور باہر نکلنے پر جلباب کو جسم پر لٹکا لیتی تھیں تاکہ لوگوں کو پتا چل جائے کہ یہ محترم ہیں – اس میں چہرہ چھپانا ان پر لازم نہیں تھا

معاشرہ میں فتنوں کی سرکوبی اور منافقوں کو کنٹرول میں رکھنے کے لئے حکم دیا گیا - ارشاد باری تعالیٰ ہے

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِىُّ قُل لِّأَزْوَٰجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ ٱلْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَٰبِيبِهِنَّ ۚ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰٓ أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۗ وَكَانَ ٱللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا(59)

اے نبی اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنی جلباب آگے لٹکا لیں ، یہ اس سے زیادہ قریب ہے کہ پہچانی جائیں پھر نہ ستائی جائیں اور اللہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے (سورة الاحزاب، آيت ٥٩)

عربی میں جلباب اس چادر کو کہتے ہیں جو اوپر سے عبا (گاؤن) کی طرح اوڑھی یا پہنی جائے جو اصلا عرب کا کلچر تھا ان کی معزز خواتین اس کو لیتی تھیں اور اسی طرح بازنیطی رومن سلطنت میں بھی خواتین کرتی تھیں[6]

[6] عربی لفظ جلباب کا مترادف لفظ لاطینی میں

یدنین کا مطلب قریب کرنا ہے قرآن میں سورہ نجم میں ہے

ثم دنی فتدلی پھر وہ قریب ہوا اور معلق ہو گیا

سورہ روم میں ہے

فِي أَدْنَى الْأَرْضِ وَهُمْ مِنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ} [الروم: 3].

قریب کی زمین پر رومی ملغوب ہوئے لیکن یہ واپس تسلط پائیں گے

طبقات ابن سعد میں ہے
أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ. حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ وهشيم عن حسين عَنْ أَبِي مَالِكٍ قَالَ: كَانَ نِسَاءُ نَبِيِّ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يَخْرُجْنَ بِاللَّيْلِ لِحَاجَتِهِنَّ وَكَانَ نَاسٌ مِنَ الْمُنَافِقِينَ يَتَعَرَّضُونَ لَهُنَّ فَيُؤْذَيْنَ. فَشَكَوْا ذَلِكَ. فَقِيلَ ذَلِكَ لِلْمُنَافِقِينَ فَقَالُوا: إنما نفعله بالإماء.
أَبِي مَالِكٍ نے کہا ازواج النبی رات میں رفع حاجت کے لئے نکلتیں تو منافقین ان کو تنگ کرتے پس اس کا شکوہ انہوں نے کیا تو منافق بولے ہم تو یہ لونڈیوں کو تنگ کر رہے تھے
پس یہ آیت نازل ہوئی
فنزلت هذه الآية: «يا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْواجِكَ وَبَناتِكَ وَنِساءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ذلِكَ أَدْنى أَنْ يُعْرَفْنَ فَلا يُؤْذَيْنَ» الأحزاب: 59.
أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ أَبِي سبرة عن أَبِي صَخْرٍ عَنِ ابْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْمُنَافِقِينَ يَتَعَرَّضُ لِنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُؤْذِيهِنَّ. فَإِذَا قِيلَ لَهُ قَالَ: كُنْتُ أَحْسَبُهَا أَمَةً. فَأَمَرَهُنَّ اللَّهُ أَنْ يُخَالِفْنَ زِيَّ الإِمَاءِ وَيُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلابِيبِهِنَّ. تُخَمِّرُ وَجْهَهَا إِلا إِحْدَى عَيْنَيْهَا. يَقُولُ: «ذلِكَ أَدْنى أَنْ يُعْرَفْنَ فَلا يُؤْذَيْنَ» الأحزاب: 59.
يَقُولُ: ذَلِكَ أَحْرَى أَنْ يعرفن.

الوسی کہتے ہیں

"peplum"
ہے جس کو یونانی عورتیں استعمال کرتیں تھیں - عربی میں اسی کو "چادر اور رداء" کو کہتے تھے-انگریزی ڈکشنری میں اس کا ترجمہ کیا جاتا ہے
a woman's loose outer tunic or shawl.
عورت کی ڈھیلی شال یا ٹنک جو اوپر پہنی جاتی ہے

والظاہر أن المراد ب”علیہن“ علی جمیع أجسادہن (روح المعانی: ۱۱/۲۶۴، ط: دارالکتب العلمیة، بیروت)

ظاہر ہے علیہن سے مراد اجسام ہیں

الوسی کی بات صحیح ہے کہ جلباب سے جسم چھپایا جائے گا –

اس طرح الفاظ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَٰبِيبِهِنَّ کا ترجمہ ہو گا کہ اپنے اوپر سے اپنی چادر کو قریب کریں[7] - قرانی الفاظ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَٰبِيبِهِنَّ کا ترجمہ بدلا جاتا ہے، الفاظ کا ترجمہ کیا جاتا ہے اپنے چہرہ پر نقاب ڈالا کریں جو اصل ترجمہ نہیں خود ساختہ اضافہ ہے

قرآن میں ہے

یہ اس سے زیادہ قریب ہے کہ پہچانی جائیں پھر نہ ستائی جائیں

دور نبوی میں لونڈیاں نہ جلباب لیتی تھیں نہ حجاب – لہذا جو جلباب جسم پر لے اس سے سمجھ لیا جائے گا کہ وہ آزاد عورت ہے اور کو ستایا نہ جائے گا یعنی آوازیں نہیں کسی جائیں گی – یقینا آوازیں کسنا بھی منافقین کا عمل ہو گا جو چھچھورے قسم کے لوگ تھے - مومن ایسا نہیں کر سکتے

آیت جلباب کا مقصد

شوکانی نے فتح القدیر میں لکھا ہے

وَأَخْرَجَ سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، وَابْنُ سَعْدٍ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، وَابْنُ الْمُنْذِرِ، وَابْنُ أَبِي حَاتِمٍ عَنْ أَبِي مَالِكٍ قَالَ: كَانَ نِسَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّه عليه وَسَلَّمَ يَخْرُجْنَ بِاللَّيْلِ لِحَاجَتِهِنَّ،

7

الحجاب في الشرع والفطرة از عبد العزيز بن مرزوق الطّريفي میں ہے
ويدلُّ على أنَّ الإدناءَ في الآيةِ يتضمَّنُ القربَ مِن عُلُوٍّ: قولُ ابنِ عباسٍ رضي الله عنهما: «يُدْلِينَ عليهنَّ مِن جلابِيبِهِنَّ»؛ كما عندَ الشافعيِّ والبيهقيِّ (2)؛ ففسَّرَ (الإدناءَ) بـ (الإدلاءِ)، والإدلاءُ يكونُ مِن الشيءِ العالي؛ ومنه قولُه: {عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَى (5) ذُو مِرَّةٍ فَاسْتَوَى (6) وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلَى (7) ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّى (8) فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى} [النجم: 5 - 9]، وهو قُرْبُ جبريلَ مِن النبيِّ صلى الله عليه وسلم، فكان عالياً ثم دَنَا فتدَلَّى إليه، ومنه سُمِّيَ الدَّلْوُ دَلْواً؛ لأنَّه يُدْلَى به مِن عُلْوٍ إلى أسفَلِ البئْرِ.

وَكَانَ نَاسٌ مِنَ الْمُنَافِقِينَ يَتَعَرَّضُونَ لَهُنَّ فَيُؤْذَيْنَ، فَقِيلَ ذَلِكَ لِلْمُنَافِقِينَ، فقالوا: إنما نفعله بالإماء، فنزلت هذه يا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ الْآيَة

أَبِي مَالِكٍ نے کہا ازواج النبی رات میں رفع حاجت کے لئے نکلتیں تو منافقین ان کو تنگ کرتے پس جب منافقوں سے پوچھا گیا تو منافق بولے ہم تو یہ لونڈیوں کے ساتھ کرتے ہیں پس یہ آیت نازل ہوئی

اللہ تعالی نے سورہ احزاب میں حکم دیا

اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی بیویوں اورصاحبزادیوں سے اورمسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنے اوپر جلباب لٹکا لیا کریں ، اس سے ان کی شناخت ہوجایا کرے گی پھر وہ ستائي نہ جائيں گی ، اور اللہ تعالی بخشنے والا مہربان ہے الاحزاب (59) .

مومن آزاد عورتوں پر جلباب دیکھ کر منافق پھر جان گئے کہ اب اگر وہ ان کو تنگ کرنے بڑھیں گے تو ان سے سختی سے نمٹا جائے گا – قرآن میں وارننگ دی گئی

لَّئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنَافِقُوْنَ وَالَّـذِيْنَ فِىْ قُلُوْبِـهِـمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِى الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِـهِـمْ ثُـمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِـيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا (60)

اگر منافق اور وہ جن کے دلوں میں مرض ہے اور مدینہ میں غلط خبریں اڑانے والے باز نہ آئیں گے تو آپ کو ہم ان کے پیچھے لگا دیں گے پھر وہ اس شہر میں تیرے پاس نہ ٹھہریں گے۔

مَّلْعُوْنِيْنَ ۖ اَيْنَمَا ثُقِفُوٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا (61)

مگر بہت کم لعنت کیے گئے ہیں، جہاں کہیں پائے جائیں گے پکڑے جائیں گے اور قتل کیے جائیں گے۔

اس طرح جلباب کا حکم دیا گیا اور منافقوں کو خبردار کیا گیا کہ مومن عورتوں کے قریب بھی مت پھٹکنا

منافقین کا مقصد ازواج النبی اور بنات النبی کو خاص کر تنگ کرنا تھا تاکہ وہ پریشان ہوں اور نبی کی اہل بیت نبی سے درخوست کریں کہ وہ مدینہ چھوڑ دیں

اللہ تعالی کو ان کے منصوبوں کا علم تھا لہذا ایسا حکم کیا جس میں منافقوں کو دھمکی دی گئی کہ اللہ جا چھپا رہا ہے اس کو کھول دے گا اور منافقوں کا مدینہ میں قتل عام کر دیا جائے گا

الوجيز في تفسير الكتاب العزيز یا تفسیر الواحدی میں ہے کہ مدینہ میں

كان قومٌ من الزُّناة يتَّبعون النِّساء إذا خرجن ليلاً ولم يكونوا يطلبون إلاَّ الإِماء ولم يكن يومئذ تُعرفْ الحرَّة من الأمة لأنَّ زِيَّهُنَّ كان واحداً إنما يخرجون في درع وخمار فنهيى الله سبحانه الحرائر أن يتشبَّهنَّ بالإماء

ایک زانی قوم تھی جو رات میں گھر سے نکلنے والی عورتوں کا پیچھا کرتے تھے اور ان کو لونڈی کی طلب ہوتی اور ان دنوں ان کو معلوم نہ ہو پاتا تھا کہ کون آزاد عورت ہے کون لونڈی ہے سوائے اس کے اس کی زینت کو دیکھے ... پس اللہ تعالی نے آزاد عورتوں کو منع کیا کہ وہ لونڈی کی طرح مشابہت نہ کریں

مفسر الثعلبي نے بھی اسی قسم کی بات کی ہے

نزلت في الزّناة الذين كانوا يمشون في طرق المدينة يتّبعون النساء إذا تبرّزن بالليل لقضاء حوائجهنّ، فيرون المرأة فيدنون منها فيغمزونها

یہ آیت نازل ہوئی ہے ان زانیوں پر جو مدینہ کے رستوں میں چلتے اور ان عورتوں کا پیچھا کرتے جو قضائے حاجت کے لئے نکلی ہوتی تھیں پس یہ عورت دیکھ کر اس کو پکڑ لیتے

راقم کہتا ہے یہ اقوال منکر ہیں - مدینہ میں اس فرضی گروہ کا وجود الواحدی کی ذہنی اختراع ہے- اس گروہ پر رسول اللہ کو حد جاری کرنی چاہیے تھی لیکن کسی صحیح حدیث و تاریخ میں اس زانی گروہ کی خبر نہیں ہے

اس آیت میں جلباب کو جسم کے قریب کرنے کا ذکر ہے اور اس طرح ایک ترجمہ گھونگھٹ کیا جاتا ہے مثلا عبد الرحمان کیلانی نے کتاب احکام ستر و حجاب میں یہی ترجمہ کیا ہے

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَٰجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ ٱلْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَـٰبِيبِهِنَّ ۚ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰٓ أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ﴾ (الأحزاب ٣٣/ ٥٩)

"اے نبی! اپنی بیویوں' بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ (باہر نکلا کریں تو

42 ((باب:3)) احکام ستر و حجاب کی ترتیب نزولی

اپنے چہروں پر اپنی چادریں لٹکا (کر گھونگھٹ نکال) لیا کریں۔ یہ امران کے لئے موجب شناخت (وامتیاز) ہو گا۔ تو کوئی ان کو ایذا نہ دے گا۔"

لیکن بعض لوگ چاہتے ہیں کہ یہاں ترجمہ نقاب کیا جائے جبکہ متن قرآن میں نقاب کا عربی لفظ نہیں ہے

سنن الترمذي حديث 1731 میں ہے کہ جلباب کی حد پر کلام ہوا

حدثنا الحسن بن علي الخلال حدثنا عبد الرزاق أخبرنا معمر عن أيوب عن نافع عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من جر ثوبه خيلاء لم ينظر الله إليه يوم القيامة فقالت أم سلمة فكيف يصنعن النساء بذيولهن قال يرخين شبرا فقالت إذا تنكشف أقدامهن قال فيرخينه ذراعا لا يزدن عليه

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جو بھی اپنے کپڑے کو تکبر کے باعث کھینچے (یعنی لٹکائے)گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظرِ کرم نہ کرے گا تو اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا :عورتیں اپنے پلو کا کیا کریں؟ آپ نے فرمایا: اسے ایک بالشت لٹکا لیں۔ اُم سلمہ نے عرض کی: تب تو ان کے پاؤں ننگے رہ جائیں‌گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : تو وہ ایک ہاتھ لٹکا لیں لیکن اس سے زیادہ نہ لٹکائیں

سند میں ایوب سختیانی مدلس کا عنعنہ ہے لہذا قابل بھروسہ نہیں ہے

یہ روایت عجیب و غریب ہے کیونکہ جب قرآن میں جلباب کا حکم آیا اسی وقت عورتوں نے چادریں اوڑھ لی تھیں اور کسی نے اس کو تکبر کے ساتھ گھسٹتی چادر نہیں سمجھا - لیکن یہاں اس بات کو اشکال کے طور پر پیش کیا گیا ہے کہ اس میں ایک ہاتھ تک چادر رہے اس سے زیادہ نہیں -

کہا جاتا ہے کہ جب پیر کا ڈھانپنا واجب ہے تو چہرے کا ڈھانپنا بالاولیٰ واجب ہے ، لیکن یہ محض گمان ہے کیونکہ اس چادر کی حد میں فقہاء کا اس حدیث کی شرح پر اختلاف ہے بعض پنڈلی تک رکھنے کا حکم کرتے ہیں تو بعض ایڑھی تک

الطيبي کے خیال میں الفاظ (ترخي بضم أوله أي ترسل المرأة من ثوبها شبرا سے مراد ہے کہ چادر کو من نصف الساقين وقيل من الكعبين نصف پنڈلی یا ایڑھی تک رکھیں

المحلى بالآثار میں امام ابن حزم الأندلسي (المتوفى: 456ھ) کہتے ہیں

وَالْجِلْبَابُ فِي لُغَةِ الْعَرَبِ الَّتِي خَاطَبَنَا بِهَا رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - هُوَ مَا غَطَّى جَمِيعَ الْجِسْمِ، لَا بَعْضَهُ فَصَحَّ مَا قُلْنَا نَصًّا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خَالِدٍ ثنا إبْرَاهِيمُ بْنُ أَحْمَدَ ثنا الْفَرَبْرِيُّ ثنا الْبُخَارِيُّ ثنا مُسَدَّدٌ ثنا يَحْيَى هُوَ ابْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ - عَنْ سُفْيَانَ هُوَ الثَّوْرِيُّ - أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَابِسٍ قَالَ: «سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَذْكُرُ أَنَّهُ شَهِدَ الْعِيدَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: وَأَنَّهُ - عَلَيْهِ السَّلَامُ - خَطَبَ بَعْدَ أَنْ صَلَّى، ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ وَمَعَهُ بِلَالٌ؛ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ، وَأَمَرَهُنَّ أَنْ يَتَصَدَّقْنَ، فَرَأَيْتُهُنَّ يُهَوِّينَ بِأَيْدِيهِنَّ يَقْذِفْنَهُ فِي ثَوْبِ بِلَالٍ» . فَهَذَا ابْنُ عَبَّاسٍ بِحَضْرَةِ رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - رَأَى أَيْدِيَهُنَّ؛ فَصَحَّ أَنَّ الْيَدَ مِنْ الْمَرْأَةِ، وَالْوَجْهَ لَيْسَا عَوْرَةً، وَمَا عَدَاهُمَا

لغت عرب میں "جلباب" اس چادر کو کہا جاتاہے جوپورے بدن کو چھپالے نہ کہ وہ چادر جوبعض جسم کو چھپالے اور جو ہم نے کہا اس کی فصاحت اس حدیث سے ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خَالِدٍ ثنا إبْرَاهِيمُ بْنُ أَحْمَدَ ثنا الْفَرَبْرِيُّ ثنا الْبُخَارِيُّ ثنا مُسَدَّدٌ ثنا يَحْيَى هُوَ ابْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنْ سُفْيَانَ هُوَ الثَّوْرِيُّ - أَخْبَرَنِي .... عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَابِسٍ نے خبر دی انہوں نے ابن عباس کو کہتے سنا کہ انہوں نے عید رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا ، نماز کے بعد ، پھر عورتوں کے پاس گئے اور بلال ساتھ تھے ان کو وعظ و نصیحت کی اور ان کو صدقه کا حکم دیا پس دیکھا کہ ان کے ہاتھ سے بلال کے کپڑے میں وہ ڈال رہی تھیں .. پس یہ ابن عباس ہیں جو رسول اللہ کے ساتھ ہیں اور انہوں نے ہاتھ دیکھے پس وضاحت ہوئی کہ ہاتھ اور چہرہ اور دیگر چھپا نہیں تھا

بوڑھی عورت پر جلباب لینا فرض نہیں ہے

سوره النور کی آیت ہے

وَٱلۡقَوَٰعِدُ مِنَ ٱلنِّسَآءِ ٱلَّٰتِي لَا يَرۡجُونَ نِكَاحٗا فَلَيۡسَ عَلَيۡهِنَّ جُنَاحٌ أَن يَضَعۡنَ ثِيَابَهُنَّ غَيۡرَ مُتَبَرِّجَٰتِۭ بِزِينَةٖۖ وَأَن يَسۡتَعۡفِفۡنَ خَيۡرٞ لَّهُنَّۗ وَٱللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٞ(60

اور وہ بوڑھی عورتیں جو نکاح کی رغبت نہیں رکھتیں ان پر اس بات میں کوئی گناہ نہیں کہ اپنے (عبا کے) کپڑے اتار کر رکھیں بشرطیکہ سنگھار کا اظہار نہ کریں اور اس سے بھی بچیں تو ان کے لیے بہتر ہے اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے (سورة النور، آیت 60

یعنی بوڑھی خواتین دوپٹے نہ لیں تو کوئی برائی نہیں- کہا جاتا ہے کہ اس میں چہرہ کا کپڑا اتارنا مراد ہے جبکہ راقم کہتا ہے اس سے مراد جلباب کو جسم پر سے ہٹانا ہے - مسند ابن الجعد ہے

حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ: قَالَ الْحَكَمُ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ، يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: " {فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَنْ يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ} [النور: 60] قَالَ: هُوَ الْجِلْبَابُ

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا اس سے مراد جلباب ہے

طبرانی میں ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ: ثنا الْفِرْيَابِيُّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ زِرٍّ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، فِي قَوْلِهِ: {فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَنْ يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ} [النور: 60] قَالَ: «الرِّدَاءُ

ابن مسعود نے کہا اس سے مراد الرِّدَاءُ یعنی چادر ہے

جلباب سے مراد الرِّدَاءُ ہے، جو چادر ہے لباس پر لی جاتی ہے – اس میں چہرہ کے پردہ کا ذکر نہیں ہے

خمرہ اور محرم کے احکام

محرم سے متعلق احکام سورہ نور میں نازل ہوئے ہیں اور یہ احکام ، سورہ احزاب کے احکام کے بعد کے ہیں

گھر کے اندر کے ماحول کو بدلا گیا - سورہ نور میں حکم دیا گیا-ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَقُل لِّلْمُؤْمِنَٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَٰرِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ۖ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ ۖ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ ءَابَآئِهِنَّ أَوْ ءَابَآءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَآئِهِنَّ أَوْ أَبْنَآءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَٰنِهِنَّ أَوْ بَنِىٓ إِخْوَٰنِهِنَّ أَوْ بَنِىٓ أَخَوَٰتِهِنَّ أَوْ نِسَآئِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَٰنُهُنَّ أَوِ ٱلتَّٰبِعِينَ غَيْرِ أُو۟لِى ٱلْإِرْبَةِ مِنَ ٱلرِّجَالِ أَوِ ٱلطِّفْلِ ٱلَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا۟ عَلَىٰ عَوْرَٰتِ ٱلنِّسَآءِ ۖ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ ۚ وَتُوبُوٓا۟ إِلَى ٱللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ ٱلْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (31)

اور ایمان والیوں سے کہہ دو کہ اپنی نگاہ نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو (بلا ارادہ) ظاہر ہو جائے اور اپنے دوپٹے اپنے سینے پر ڈالے رکھیں اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر اپنے خاوندوں پر یا اپنے باپ یا خاوند کے باپ (سسر) یا اپنے بھائیوں یا بھتیجوں یا بھانجوں پر یا اپنی عورتوں پر یا اپنے غلاموں پر یا ان خدمت گاروں پر جنہیں عورت کی حاجت نہیں یا ان لڑکوں پر جو عورتوں کی پردہ کی چیزوں سے واقف نہیں اور اپنے پاؤں زمین پر زور سے نہ ماریں کہ ان کی خوبصورتی معلوم ہو جائے اور اے مسلمانو تم سب اللہ کے سامنے توبہ کرو تاکہ تم نجات پاؤ(سورۃ النور، آیت ۳۱)

خمرہ و جلباب قریش کی عربی زبان کے الفاظ ہیں اور وہ الفاظ ہیں جو ایک ایسے کلچر میں بولے جاتے ہیں جن میں پردہ کا کوئی رواج نہیں ہے لہذا الفاظ کا مفہوم اسی حد تک ہی رہے گا - دوپٹہ کا مقصد جسم چھپانا ہے چہرہ چھپانا نہیں ہے -

آیات کا مفہوم سادہ عربی میں یہی ہے کہ خواتین چادر یا دوپٹہ اس طرح لیں جو سینے کو بھی چھپا دے

صحیح بخاری میں ہے

وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ شَبِيبٍ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ يُونُسَ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: " يَرْحَمُ اللَّهُ نِسَاءَ المُهَاجِرَاتِ الأُوَلَ، لَمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ: {وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ} [النور: 31] شَقَّقْنَ مُرُوطَهُنَّ فَاخْتَمَرْنَ بِهَا

اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ پہلے پہل ہجرت کرنے والی مہاجر عورتوں پر رحم کرے جب یہ آیت {وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ} نازل ہوئی تو انہوں نے اپنی چادروں کو پھاڑ کر اُن کے دوپٹے بنا لیے

التوضيح لشرح الجامع الصحيح از ابن الملقن (المتوفى: 804ھ) میں ابن ملقن نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے

والخمار: ما غطى به الرأس كالعمامة للرجل، والجيوب: الصدور

خمار وہ ہے جو عورت سر پر لے مرد کے عمامہ کی طرح اور جیوب وہ ہے جو سینے پر لے

ابن حجر نے گمان کے کہ یہ تمام مسلم عورتوں کے چہرہ کے پردے کا ذکر ہے- فتح الباری میں کہا

الفاظ (فاختمرن أي غطين) وجوههن یعنی عائشہ کے قول:فَاخْتَمَرْنَ کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اپنے چہروں کو ڈھانپ لیا۔

جبکہ ان سے قبل شارحین نے اس کو قبول نہیں کیا ہے کہ ان الفاظ کا یہ مطلب ہے- ابن حجر نے خود فتح الباری میں لکھا ہے

ذَكَرَ عِيَاضٌ أَنَّ الَّذِي اخْتُصَّ بِهِ أُمَّهَاتُ الْمُؤْمِنِينَ سِتْرُ شُخُوصِهِنَّ زِيَادَةً عَلَى سِتْرِ أَجْسَامِهِنَّ

قاضی عِیاضؒ نے ذکر کیا کہ یہ امہات المومنین پر خاص ہے کہ وہ جسم کے چھپانے کے ساتھ اپنی شکل کو بھی چھپاتی تھیں

طبرانی میں ابن مسعود سے منسوب قول ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الصَّائِغُ، ثنا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، ثنا حُدَيْجُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، فِي قَوْلِهِ: {وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ} [النور: 31] ، قَالَ: «الزِّينَةُ السِّوَارُ، وَالدُّمْلُجُ، وَالْخَلْخَالُ، وَالْأَدَبُ، وَالْقُرْطُ، وَالْقِلَادَةُ وَمَا ظَهَرَ هِيَ الثِّيَابُ، وَالْجِلْبَابُ»

ابن مسعود نے کہا {وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ} [النور: 31] زینت سے مراد کڑا ، چوڑی ، بالی، نتھ ، ہار جو ظاہر ہیں وہ کپڑے اور جلباب ہیں

اس کی سند میں حديج بن معاوية بن الرحيل ہے جو ضعیف ہے

حَدَّثَنا ابْنُ أَبِي عِصْمَةَ، حَدَّثَنا أَحْمَد بْن أَبِي يَحْيى سَمِعْتُ يَحْيى بن مَعين يقول حديج بن معاوية ضعيف ليس بشَيْءٍ.

ذكر بن أبي بكر، عَن عباس، عَن يَحْيى، قال: حديج أخو زهير ليس بشَيْءٍ.

آیت کے الفاظ مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ کو کہا جاتا ہے کہ یہ زیور سے متعلق ہیں یعنی پازیب وغیرہ - لوگوں کی جانب سے ترجمہ تبدیل کر کے اپنا مدعا پورا کیا جاتا ہے کہ جب عورت کو زمین پر شدت سے پاؤں مارنے سے منع کر دیا گیا، مبادا غیر محرم مرد اس کے زیور کی جھنکار ہی سے فتنے میں پڑ جائیں، لہذا چہرہ کھلا رکھنا کیسے جائز ہو سکتا ہے؟ راقم کہتا ہے یہ زبردستی قرانی متن میں اپنا مدعا شامل کر کے احکام الہی میں اضافہ کے مترادف ہے –قرآن میں ہے

اور اس طرح زور زور سے پاؤں مار کر نہ چلیں کہ انکی پوشیدہ زینت معلوم ہو جائے

یہاں پوشیدہ زینت کا لفظ ہے یعنی اس طرح اچھل کر نہ چلیں کہ ان کے سینے بھی اچھل رہے ہوں ، اس روایت کو زیور پر محدود نہیں کیا جا سکتا

مجموع الفتاوى میں ابن تیمیہ نے کہا

فَإِنَّ عَائِشَةَ جَعَلَتْهُ مِنْ الزِّينَةِ الظَّاهِرَةِ. قَالَتْ: {وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا} . قَالَتْ: " الْفَتْخُ " حَلَقٌ مِنْ فِضَّةٍ تَكُونُ فِي أَصَابِعِ الرِّجْلَيْنِ. رَوَاهُ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ. فَهَذَا دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ النِّسَاءَ كُنَّ يُظْهِرْنَ أَقْدَامَهُنَّ

عائشہ نے ظاہری زینت کے حوالے سے کہا وہ اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں سوائے ہو جو ظاہر ہو فرمایا فتخ ہے یعنی پیر کی چھنگلیا اس کو ابو حاتم نے روایت کیا ہے اور یہ دلیل ہے عورتیں اپنے قدم کو ظاہر رکھتی تھیں

جب قدم ظاہر ہے تو ظاہر ہے پاریب بھی ظاہر ہے اور اس پر کوئی پابندی نہیں ہے

حمو کے ساتھ خلوت میں رہنا

صحیح بخاری کی ایک حدیث میں ہے

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الخَيْرِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِيَّاكُمْ وَالدُّخُولَ عَلَى النِّسَاءِ» «فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَفَرَأَيْتَ الحَمْوَ؟ قَالَ: «الحَمْوُ المَوْتُ

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں کے پاس داخل ہونے میں احتیاط کرو پس انصار میں سے کسی نے پوچھا اور اگر حمو ہو تو ؟ فرمایا حمو موت ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد تھا کہ خلوت میں کوئی عورتوں کے ساتھ نہ رہے اگر یہ عورتیں ان کی نا محرم ہوں

شرح صحیح البخاری لابن بطال کے مطابق طبری کہتے ہیں

أن خلوة الحمو بامرأة أخيه أو امرأة ابن أخيه بمنزلة الموت فى مكروه خلوته به

حمو کی خلوت ، بھابھی یا بھتیج بہو کے ساتھ مکروہ ہے ، موت کی طرح ہے

سنن دارمی میں امام يَحْيَى بْنُ بِسْطَامَ، نے کہا الْحَمْوُ يَعْنِي: قَرَابَةَ الزَّوْجِ ، حمو یعنی شوہر کے رشتہ دار

یعنی حمو سے مراد دیور و جیٹھ ، شوہر کے کزن، شوہر کے چچا و بھتیجے وغیرہ ہیں جو عورت کے لئے محرم ہیں

یہ حدیث گھر کے اندر کے حوالے سے ہے کہ گھر کے اندر ان لوگوں سے بھی پردہ کرنا ہے - یہ حدیث بر صغیر میں مروج مشترکہ خاندانی نظام کے خلاف ہے

بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ عورت کی شادی اس شخص سے ہوتی ہے جس کا باپ سوتیلا ہوتا ہے - عورت کا سسر سے پردہ نہیں ہے اگر وہ اس کے شوہر کا صلبی باپ ہو لیکن اگر سوتیلا ہو تو اس سے بھی پردہ کیا جائے گا

دور نبوی میں لونڈیوں کا بے پردہ رہنا؟

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں لونڈیاں کسی قسم کا پردہ نہیں کرتیں تھیں

اس کی دلیل بخاری کی حدیث ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو صفیہ رضی اللہ عنہا خیبر میں ملیں - لوگوں میں بات ہوئی کہ اب نبی ان کو بیوی بنائیں گے یا لونڈی- لہذا جب اپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حجاب کا حکم دیا تو لوگوں نے جان لیا کہ وہ لونڈی نہیں بیوی ہیں – یعنی ام المومنین نے چہرہ چھپایا

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَخِي، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَقَامَ عَلَى صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ بِطَرِيقِ خَيْبَرَ ثَلاَثَةَ أَيَّامٍ، حَتَّى أَعْرَسَ بِهَا، وَكَانَتْ فِيمَنْ ضُرِبَ عَلَيْهَا الحِجَابُ

عینی عمدہ القاری ج ۱۷ ص ۲٤۵ میں لکھتے ہیں

(وَكَانَت) أَي: صَفِيَّة (فِيمَن ضرب عَلَيْهَا الْحجاب) أَي: كَانَت من أُمَّهَات الْمُؤمنِينَ، لِأَن ضرب الْحجاب إِنَّمَا هُوَ على الْحَرَائِر لَا على ملك الْيَمين.

کہ ان صفیہ پر حجاب تھا کہ وہ امہات المومنین میں سے تھیں کیونکہ حجاب لینا الْحَرَائِر پر تھا لونڈیوں پر نہ تھا

بیہقی سنن الکبری ج ۲ ص ۳۲۰ کی روایت ہے

ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ جَدِّهِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: " كُنَّ إِمَاءُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَخْدِمْنَنَا كَاشِفَاتٍ عَنْ شُعُورِهِنَّ تَضْرِبُ ثُدِيُّهُنَّ " قَالَ الشَّيْخُ: " وَالْآثَارُ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي ذَلِكَ صَحِيحَةٌ

ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَنَسٍ اپنے دادا أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

" قَالَ: " كُنَّ إِمَاءُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَخْدِمْنَنَا كَاشِفَاتٍ عَنْ شُعُورِهِنَّ تَضْرِبُ ثُدِيُّهُنَّ

عمر رضی اللہ عنہ کی باندیاں ہماری خدمت کیا کرتی تھیں۔ ان کے سر کے بالوں پر کپڑا نہ ہوتا تھا،ان کے پستان ہلتے تھے

قَالَ الشَّيْخُ: " وَالْآثَارُ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي ذَلِكَ صَحِيحَةٌ وَإِنَّهَا تَدُلُّ عَلَى أَنَّ رَأْسَهَا وَرَقَبَتَهَا وَمَا يَظْهَرُ مِنْهَا فِي حَالِ الْمِحْنَةِ لَيْسَ بِعَوْرَةٍ

بیہقی کہتے ہیں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے الآثار صحیح ہیں اور دلالت کرتے ہیں کہ لونڈی کا سر، گردن اور کام کرتے ہوئے جو چیز ظاہر ہو جائے، ستر نہیں ہے

یعنی لونڈیوں پر صرف لباس بطور ستر ہوتا اور اس پر جلباب نہیں ہوتی تھی

اس سے ظاہر ہے کہ لونڈیوں کے لئے پردہ نہیں – آزاد عورتوں کے لئے تھا- پردہ کرنے کا تعلق بے حیائی سے نہیں کیونکہ مسلم لونڈیاں اس وقت بھی حیا دار تھیں جب مدینہ میں دور نبوی میں وہ بے پردہ رہتی تھیں

سنن الکبری البیہقی میں ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدِ بْنُ أَبِي عَمْرٍو، ثنا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، ثنا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ، ثنا أَبُو أُسَامَةَ، عَنِ الْوَلِيدِ يَعْنِي ابْنَ كَثِيرٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ أَبِي عُبَيْدٍ حَدَّثَتْهُ قَالَتْ: خَرَجَتِ امْرَأَةٌ مُخْتَمِرَةٌ مُتَجَلْبِبَةٌ، فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: مَنْ هَذِهِ الْمَرْأَةُ؟ فَقِيلَ لَهُ: هَذِهِ جَارِيَةٌ لِفُلَانٍ رَجُلٍ مِنْ بَنِيهِ فَأَرْسَلَ إِلَى حَفْصَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَالَ: " مَنْ حَمَلَكِ عَلَى أَنْ تُخَمِّرِي هَذِهِ الْأَمَةَ وَتُجَلْبِبِيهَا، وَتُشَبِّهِيهَا بِالْمُحْصَنَاتِ حَتَّى هَمَمْتُ أَنْ أَقَعَ بِهَا، لَا أَحْسَبُهَا إِلَّا مِنَ الْمُحْصَنَاتِ، لَا تُشَبِّهُوا الْإِمَاءَ بِالْمُحْصَنَاتِ

صَفِيَّةَ بِنْتَ أَبِي عُبَيْدٍ نے ذکر کیا کہ ایک عورت جلباب اوڑھ کر نکلی پس عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ کون ہے ؟ کہا گیا یہ فلاں شخص کی لونڈی ہے ... عمر نے کہا لونڈیاں ، آزاد عورتیں مت بنیں

معلوم ہوا کہ مومن لونڈی کے لئے نہ جسم کا پردہ تھا نہ چہرہ کا پردہ تھا – بلکہ اس کو جلباب لینے سے بھی منع کیا جاتا تھا

وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ - رضي الله عنه - قَالَ: دَخَلَتْ أَمَةٌ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ - رضي الله عنه - قَدْ كَانَ يَعْرِفُهَا لِبَعْضِ الْأَنْصَارِ وَعَلَيْهَا جِلْبَابٌ مُتَقَنِّعَةً بِهِ، فَسَأَلَهَا: أَعَتَقْتِ؟، قَالَتْ: لَا، قَالَ: فَمَا بَالُ الْجِلْبَابِ؟، ضَعِيهِ عَنْ رَأسِكِ وفي رواية: (اكْشِفِي رَأسَكِ) (1)

إنَّمَا الْجِلْبَابُ عَلَى الْحَرَائِرِ مِنْ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ [فلَا تشَبَّهي بِالْحَرَائِرِ] (2) فَتَلَكَّأَتْ، فَقَامَ إِلَيْهَا بِالدِّرَّةِ فَضَرَبَ بِهَا بِرَأسِهَا حَتَّى أَلْقَتْهُ عَنْ رَأسِهَا.

صححه الألباني في الارواء: 1796، وتحت الحديث: 1796 , وقال: وهذا سند صحيح على شرط مسلم.

مصنف عبد الرزاق 5064 میں ہے عمر نے لونڈی کو سر پر دوپٹہ ڈالے دیکھا تو برہم ہوئے

عَبْدُ الرَّزَّاقِ، - عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ عُمَرَ، ضَرَبَ أَمَةً لِآلِ أَنَسٍ رَآهَا «مُتَقَنِّعَةً قَالَ: «اكْشِفِي رَأْسَكِ، لَا تَشَبَّهِينَ بِالْحَرَائِرِ

عمر نے ال انس میں سے کسی لونڈی کو مارا جب اس کو بھیس بدلے دیکھا اور کہا سر کو ظاہر کر اور آزاد عورت مت بن

چہرہ ہ پردہ اس طرح صرف امہات المومنین کے لئے تھا، جلباب و دوپٹہ آزاد عورتوں کے لئے اور لونڈی کے لئے کوئی پردہ نہ تھا – یہ شعار اسلامی کی تقسیم تھی جو مرتبہ کے تحت تھی -

الإجماع از أبو بكر محمد بن إبراهيم بن المنذر النيسابوري میں ہے

وأجمعوا على أن ليس على الأمَة أن تغطي رأسها

اس پر اجماع ہے کہ لونڈی سر نہیں ڈھاپنے گی

بہر حال مدینہ میں یہودی عورتیں بھی تھیں جو پردہ نہیں کرتیں تھیں – ان میں آزاد عورتیں تھیں اور کس طرح معلوم ہوتا تھا کہ یہ مومن لونڈی ہے یا اہل کتاب کی عورت ہے واضح نہیں ہے

ام المومنین رضی اللہ عنہا کا غلام سے پردہ نہ کرنا

السنن للنسائي از أبو عبد الرحمن النسائي (المتوفى: 303ھ) کی روایت بَابٌ : مَسْحِ الْمَرْأَةِ رَأْسَهَا باب: عورت اپنے سر کا مسح کیسے کرے حدیث نمبر: 100 میں ہے

اخبرنا الحسين بن حريث ، قال : حدثنا الفضل بن موسى ، عن جعيد بن عبد الرحمن ، قال : اخبرني عبد الملك بن مروان بن الحارث بن ابي ذناب ، قال : اخبرني ابو عبد الله سالم سبلان ، قال : وكانت عائشة تستعجب بامانته وتستاجره ، فارتني كيف كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يتوضا " فتمضمضت واستنثرت ثلاثا ، وغسلت وجهها ثلاثا ، ثم غسلت يدها اليمنى ثلاثا واليسرى ثلاثا ، ووضعت يدها في مقدم راسها ثم مسحت راسها مسحة واحدة إلى مؤخره ، ثم امرت يديها باذنيها ، ثم مرت على الخدين " . قال سالم : كنت آتيها مكاتبا ما تختفي مني فتجلس بين يدي وتتحدث معي حتى جئتها ذات يوم ، فقلت : ادعي لي بالبركة يا ام المؤمنين ، قالت : وما ذاك ؟ قلت : اعتقني الله ، قالت : بارك الله لك ، وارخت الحجاب دوني فلم ارها بعد ذلك اليوم

ابوعبداللہ سالم سبلان کہتے ہیں کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا ان کی امانت پر تعجب کرتی تھیں، اور ان سے اجرت پر کام لیتی تھیں، چنانچہ آپ رضی اللہ عنہا نے مجھے دکھایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے وضو کرتے تھے؟ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہا نے تین بار کلی کی، اور ناک جھاڑی اور تین بار اپنا چہرہ دھویا، پھر تین بار اپنا دایاں ہاتھ دھویا، اور تین بار بایاں، پھر اپنا ہاتھ اپنے سر کے اگلے حصہ پر رکھا، اور اپنے سر کا اس کے پچھلے حصہ تک ایک بار مسح کیا، پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں کانوں پر پھیرا، پھر دونوں رخساروں پر پھیرا، سالم کہتے ہیں: میں بطور مکاتب کے ان کے پاس آتا تھا اور آپ مجھ سے پردہ نہیں کرتی تھیں، میرے سامنے بیٹھتیں اور مجھ سے گفتگو کرتی تھیں، یہاں تک کہ ایک دن میں ان کے پاس آیا، اور ان سے کہا: ام المؤمنین! میرے لیے برکت کی دعا کر دیجئیے، وہ بولیں: کیا بات ہے؟ میں نے کہا: اللہ نے مجھے آزادی دے دی ہے، انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ تمہیں برکت سے نوازے، اور پھر آپ نے میرے سامنے پردہ لٹکا دیا، اس کے بعد سے میں نے انہیں نہیں دیکھا۔[8]

[8] البانی نے اس کوصحیح الإسناد قرار دیا ہے

ابو عبد اللہ سالم سبلان ایک غلام تھا اور لونڈی غلام سے کوئی پردہ نہیں کیا جاتا تھا لیکن جس روز ام المومنین کو علم ہوا یہ آزاد ہوا اس سے پردہ شروع کر دیا لہذا اس روایت سے معلوم ہوا کہ ام المومنین رضی اللہ عنہا اپنے حجرہ میں ہر وقت پردہ نہیں کرتیں تھیں

وہابی مفتی بن باز سوال حكم اختصاص الحجاب بالحرائر من المسلمات دون الإماء (آزاد عورتوں پر حجاب کا حکم خاص ہے لونڈی سے الگ) پر فتوی میں کہتے ہیں

وذكر العلماء، ذكر كثير من أهل العلم رحمة الله عليهم أن الأمة إذا كان فيها جمال وفيها خطر كذلك يجب عليها أن تحتجب

علماء نے ذکر کیا ہے کہ بہت سے اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ اگر لونڈی جمال والی ہو تو اس کو بھی حجاب کرنا چاہیے

ابن تیمیہ فتوی میں کہتے ہیں

قوله قل لأزواجك وبناتك ونساء المؤمنين يدنين عليهن من جلابيبهن} الآية، دليلٌ على أن الحجاب إنما أمر به الحرائر دون الإماء. لأنه خص أزواجه وبناته، ولم يقل وما ملكت يمينك وإمائك وإماء أزواجك وبناتك

اللہ تعالی کے قول اے نبی اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلم عورتوں کو کہو کہ اپنی جلباب کو اپنے اوپر لٹکائیں پس یہ دلیل ہے کہ حجاب کا حکم آزاد کے لئے ہے لونڈی کے لئے نہیں ہے   کیونکہ یہ ازواج اور بیٹیوں کے لئے ہے اور اس میں ملک یمین اور لونڈی کا ذکر نہیں ہے

غلام سے پردہ نہیں ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے

لَّا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِىٓ ءَابَآئِهِنَّ وَلَآ أَبْنَآئِهِنَّ وَلَآ إِخْوَٰنِهِنَّ وَلَآ أَبْنَآءِ إِخْوَٰنِهِنَّ وَلَآ أَبْنَآءِ أَخَوَٰتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ أَيْمَٰنُهُنَّ ۗ وَٱتَّقِينَ ٱللَّهَ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ شَهِيدًا (55)

ان پر اپنے باپوں کے سامنے ہونے میں کوئی گناہ نہیں اور نہ اپنے بیٹوں کے اور نہ اپنے بھائیوں کے اور نہ اپنے بھتیجوں کے اورنہ اپنے بھانجوں کے اور نہ اپنی عورتوں کے اور نہ اپنے غلاموں کے اور اللہ سے ڈرتی رہو بے شک ہر چیز اللہ کے سامنے ہے (سورة الاحزاب، آیت 55

ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ۖ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ ۖ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ ءَابَآئِهِنَّ أَوْ ءَابَآءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَآئِهِنَّ أَوْ أَبْنَآءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَٰنِهِنَّ أَوْ بَنِىٓ إِخْوَٰنِهِنَّ أَوْ بَنِىٓ أَخَوَٰتِهِنَّ أَوْ نِسَآئِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَٰنُهُنَّ أَوِ ٱلتَّٰبِعِينَ غَيْرِ أُو۟لِى ٱلْإِرْبَةِ مِنَ ٱلرِّجَالِ أَوِ ٱلطِّفْلِ ٱلَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا۟ عَلَىٰ عَوْرَٰتِ ٱلنِّسَآءِ ۖ

اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو جگہ اس میں سے کھلی رہتی ہے اور اپنے دوپٹے اپنے پستانوں پر ڈالے رکھیں اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر اپنے خاوندوں پر یا اپنے باپ یا خاوند کے باپ یا اپنے بھائیوں یا بھتیجوں یا بھانجوں پر یا اپنی عورتوں پر یا اپنے غلاموں پر یا ان خدمت گاروں پر جنہیں عورت کی حاجت نہیں یا ان لڑکوں پر جو عورتوں کی پردہ کی چیزوں سے واقف نہیں (سورة النور، آیت 31

ان آیات میں جلباب کی حدود ہیں کہ دوپٹہ اوڑھنا یا گھونگھٹ نکالنا ہر وقت ضروری نہیں ہے

البيان والتحصيل والشرح والتوجيه والتعليل لمسائل المستخرجة میں أبو الوليد محمد بن أحمد بن رشد القرطبي (المتوفى: 520هـ) نے ذکر کیا کہ

وما رأيت بالمدينة أمة تخرج، وإن كانت رائعة إلا وهي مكشوفة الرأس في ضفائرها أو في شعر مجمم لا تلقي على رأسها جلبابا لتعرف الأمة من الحرة، إلا أن ذلك لا ينبغي اليوم لعموم الفساد في أكثر الناس

قال عبد الملك في الواضحة ... فلو خرجت اليوم جارية رائعة مكشوفة الرأس في الأزقة والأسواق، لوجب على الإمام أن يمنع من ذلك ويلزم الإماء من الهيئة في لباسهن ما يعرفن به من الحرائر، والله الموفق

عبد الملك نے كتاب الواضحة میں کہا ہے کہ اکثر لوگوں کے عموم فساد کی وجہ سے اگر آجکل لونڈی سر کھولے بازار میں نکلے تو حاکم پر واجب ہے کہ اس کو منع کرے اور لازم ہے کہ لباس کی ہیت میں لونڈیاں بھی آزاد عورتوں کی طرح ہوں

ابن تیمیہ کے بقول فتنوں کی وجہ سے بعد میں علماء نے لونڈیوں کو بھی پردہ کا حکم کر دیا ہے اگرچہ اصلا ان کو پردہ کا حکم نہیں تھا

ابن حزم اس کے قائل ہیں کہ لونڈیاں بھی جلباب لیتی تھیں المحلی میں لکھا مسئلہ کا ذکر کیا

مَسْأَلَةٌ: وَالْعَوْرَةُ الْمُفْتَرَضُ سَتْرُهَا عَلَى النَّاظِرِ وَفِي الصَّلَاةِ -: مِنْ الرَّجُلِ: الذَّكَرُ وَحَلْقَةُ الدُّبُرِ فَقَطْ؛ وَلَيْسَ الْفَخِذُ مِنْهُ عَوْرَةً وَهِيَ مِنْ الْمَرْأَةِ: جَمِيعُ جِسْمِهَا، حَاشَا الْوَجْهِ، وَالْكَفَّيْنِ فَقَطْ، الْحُرُّ، وَالْعَبْدُ، وَالْحُرَّةُ، وَالْأَمَةُ، سَوَاءٌ فِي كُلِّ ذَلِكَ وَلَا فَرْقَ

نماز میں ستر چھپانا، مرد اپنی آگے پیچھے کی شرم گاہ چھپائے گا اور مرد کی ران چھپانے میں نہیں ہے اور عورت کے لئے اس کا تمام جسم چھپانا ہے سوائے چہرہ اور ہاتھ کے ، آزاد ہو ، لونڈی ہو کوئی فرق نہیں گٹ

پھر مزید لکھا

وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ مَنْ وَهَلَ فِي قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلابِيبِهِنَّ ذَلِكَ أَدْنَى أَنْ يُعْرَفْنَ فَلا يُؤْذَيْنَ} [الأحزاب: 59] إلَى أَنَّهُ إنَّمَا أَمَرَ اللَّهُ تَعَالَى بِذَلِكَ لِأَنَّ الْفُسَّاقَ كَانُوا يَتَعَرَّضُونَ لِلنِّسَاءِ لِلْفِسْقِ؛ فَأَمَرَ الْحَرَائِرَ بِأَنْ يَلْبَسْنَ الْجَلَابِيبَ لِيَعْرِفَ الْفُسَّاقُ أَنَّهُنَّ حَرَائِرُ فَلَا يَعْتَرِضُوهُنَّ. قَالَ عَلِيٌّ: وَنَحْنُ نَبْرَأُ مِنْ هَذَا التَّفْسِيرِ الْفَاسِدِ، الَّذِي هُوَ: إمَّا زَلَّةُ عَالِمٍ وَوَهْلَةُ فَاضِلٍ عَاقِلٍ؛ أَوْ افْتِرَاءُ كَاذِبٍ فَاسِقٍ؛ لِأَنَّ فِيهِ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَطْلَقَ الْفُسَّاقَ عَلَى أَعْرَاضِ إمَاءِ الْمُسْلِمِينَ، وَهَذِهِ مُصِيبَةُ الْأَبَدِ، وَمَا اخْتَلَفَ اثْنَانِ مِنْ أَهْلِ الْإِسْلَامِ فِي أَنَّ تَحْرِيمَ الزِّنَى بِالْحُرَّةِ كَتَحْرِيمِهِ بِالْأَمَةِ؛ وَأَنَّ الْحَدَّ عَلَى الزَّانِي بِالْحُرَّةِ كَالْحَدِّ عَلَى الزَّانِي بِالْأَمَةِ وَلَا فَرْقَ

بعض لوگ اللہ تعالی کے قول {يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلابِيبِهِنَّ ذَلِكَ أَدْنَى أَنْ يُعْرَفْنَ فَلا يُؤْذَيْنَ} اپنے اوپر جلباب کا آنچل لیں سے بھٹک گئے کہ فاسق عورتوں کو تنگ کرتے

تھے لہذا آزاد عورتوں کو حکم کیا گیا کہ وہ جلباب لیں کہ فاسق جان لیں یہ آزاد ہیں اور ان سے دور رہیں   -   عَلِيُّ (بْنُ أَحْمَدَ بْنِ سَعِيدِ) بْنِ حَزْمٍ نے کہا ہم اس تفسیر فاسد سے بری ہیں عالم کی غلطی ہو یا فاضل عاقل کا غلطی کرنا یا جھوٹ ہو - اس میں ہے کہ اللہ نے فاسقوں کو آزاد عورتوں سے دور کیا ! اور یہ مصیبت ہے جس میں اہل اسلام میں دو کو بھی اختلاف نہیں کہ آزاد سے زنا کرنے کی حرمت ، لونڈی سے زنا کی حرمت کے برابر ہے اور دونوں صورتوں میں حد ایک ہی ہے کوئی فرق نہیں ہے

البانی نے ابن حزم کے قول کو قبول کیا ہے کہ لونڈیاں بھی جلباب میں رہتی تھیں البتہ اس باب میں گذری پچھلی احادیث پر غور کرنے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ لونڈیاں پردہ نہیں کرتیں تھیں

حالت احرام اور چہرے کا پردہ

فقہاء میں حالت احرام میں عورت کا چہرہ چھپانا اختلافی مسئلہ ہے – احناف اور مالکی فقہاء کے نزدیک حالت احرام میں چہرہ نہیں چھپایا جائے گا – حنابلہ، وہابی علماء اور غیر مقلدین کے نزدیک چہرہ حالت احرام میں بھی چھپایا جائے گا -

نہ نقاب نہ دستانہ؟

ترمذی اور صحیح بخاری میں ہے

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ ہمیں احرام میں کون کون سے کپڑے پہننے کا حکم دیتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”نہ قمیص پہنو، نہ پاجامے، نہ عمامے اور نہ موزے، الا یہ کہ کسی کے پاس جوتے نہ ہوں تو وہ خف (چمڑے کے موزے) پہنے اور اسے کاٹ کر ٹخنے سے نیچے کر لے اور نہ ایسا کوئی کپڑا پہنو جس میں زعفران یا ورس لگا ہو

، وَلَا تَنْتَقِبْ الْمَرْأَةُ الْحَرَامُ، وَلَا تَلْبَسْ الْقُفَّازَيْنِ

، اور محرم عورت نہ ڈھکے اور نہ دستانے پہنے[9]

---

[9]

شعیب الأرنؤوط مسند احمد میں کہتے ہیں صحیح ہے

سنن نسائی میں البانی اس کو صحیح کہتے ہیں- صحیح ابن خزیمۃ میں بھی ہے

اس حدیث پر غور کریں

وَلاَ تَنْتَقِبِ المَرْأَةُ المُحْرِمَةُ، وَلاَ تَلْبَسِ القُفَّازَيْنِ

حالت احرام من عورت نہ تو ڈھکے نہ دستانہ پہنے

اس سے اگر یہ دلیل لی جائے کہ ہر وقت چہرہ ڈھکا جاتا تھا تو یہ بھی ثابت ہو گیا کہ نہیں کہ ہر وقت دستانہ بھی پہنا جاتا تھا - راقم کہتا ہے اس کو اس طرح سمجھیں کہ ایک عورت ہے جو سر ڈھک کر نکلتی ہے جسم کو چھپاتی ہے اگر کسی مرد کے پاس سے گزرے تو گھونگھٹ اور نکل آتا ہے - یہ عام دن ہیں اب وہ حالت احرام میں جا رہی ہے تو حکم کیا جا رہا ہے کہ اس میں نہ تو چہرہ پر کوئی کپڑا آئے نہ ہاتھ میں دستانہ یعنی یہ احرام کی حدود ہیں

مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح از ملا علی القاری میں یہ بھی موجود ہے کہ یہ الفاظ مدرج ہیں- یہ الفاظ حکم نبوی نہیں ہیں

وَلَا تَنْتَقِبِ الْمَرْأَةُ إِلَى آخِرِهِ مُدْرَجٌ مِنْ قَوْلِ ابْنِ عُمَرَ

عورت نقاب نہ لے سے لے کر آخر تک ابن عمر کا قول ہے[10]

10

حالتِ احرام پر شارح بخاری ابن بطال کہتے ہیں
وأجمعوا أنها لا تصلى منتقبة ولا متبرقعة
اس پر اجماع ہے کہ عورت نماز میں نہ تو چہرہ ڈھکے گی نہ برقع لے گی
طرح التثريب في شرح التقريب (المقصود بالتقريب: تقريب الأسانيد وترتيب المسانيد) از أبو الفضل زين الدين عبد الرحيم بن الحسين بن عبد الرحمن بن أبي بكر بن إبراهيم العراقي (المتوفى: 806هـ) میں ہے کہ ابن عبد البر نے ذکر کیا
قَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ وَعَلَى كَرَاهَةِ النِّقَابِ لِلْمَرْأَةِ جُمْهُورُ عُلَمَاءِ الْمُسْلِمِينَ مِنْ الصَّحَابَةِ
اصحاب رسول کے جمہور علماء عورت کے حالت احرام میں نقاب سے کراہت کرتے ہیں
ابن حجر نے فتح الباری میں ذکر کیا
قَوْلِهِ وَلَا تَنْتَقِبُ أَيْ لَا تَسْتُرُ وَجْهَهَا كَمَا تَقَدَّمَ وَاخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِي ذَلِكَ فَمَنَعَهُ الْجُمْهُورُ
قول وَلَا تَنْتَقِبُ یعنی چہرہ نہ چھپانے .. اور اس میں علماء کا اختلاف ہے ، جمہور علماء اس سے منع کرتے ہیں
مصنف ابن أبي شيبة 14232 میں ہے

شرح السنہ میں بغوی نے ذکر کیا کہ یہ قول نبوی نہیں قول ابن عمر رضی اللہ عنہ ہے

وَجَعَلُوا ذِكْرَ الْقُفَّازَيْنِ فِي الْحَدِيثِ مِنْ قَوْلِ ابْنِ عُمَرَ، وَقَالَ مَالِكٌ: عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: وَلا تَنْتَقِبُ الْمُحْرِمَةُ، وَلا تَلْبَسُ الْقُفَّازَيْنِ.

الْقُفَّازَيْنِ کا ذکر ابن عمر نے کیا ہے امام مالک نے نافع سے انہوں نے ابن عمر سے روایت کیا نہ چہرہ ڈھکے نہ دستانہ پہنے

موطا میں ہے ابن عمر کہتے تھے کہ عورت نقاب و دستانہ نہ لے

وحدثني عن مالك عن نافع، أن عبد الله بن عمر كان يقول: «لا تنتقب المرأة المحرمة، ولا تلبس القفازين

ابن عمر کہتے تھے کہ حالت احرام میں عورت نقاب و دستانہ نہ لے

سوال اٹھتا ہے کہ اگر حالت احرام میں عورت کو چہرہ نہ ڈھکنے کا حکم تھا تو سنن ابو داود کی اوپر ذکر کردہ مخالف حدیث کیسے صحیح ہے ، جس میں امہات المومنین چہرہ چھپا رہی تھیں ؟ ایک ہی ساتھ یہ دونوں قسم کی روایتیں صحیح نہیں ہو سکتیں – نقاب کرنا ہی تو چہرہ چھپانا ہے- چہرے کے پردے کے قائلین اس کا جواب دیتے ہیں کہ نقاب منع ہے لیکن دوپٹہ سے منہ چھپانا منع نہیں ہے - یہ قول غیر مقلدین و حنابلہ میں بیان کیا جاتا ہے - آٹھویں صدی کے ابن تیمیہ نے اپنے فتوی میں دعوی کیا کہ علماء کا اتفاق ہے کہ

حَدَّثَنَا - أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، «أَنَّهُ كَرِهَ الْبُرْقُعَ، وَالْقُفَّازَيْنِ لِلْمُحْرِمَةِ
ابن عمر ، محرم عورت کے برقع سے کراہت کرتے تھے
مصنف ابن أبي شيبة 14228 میں ہے
حَدَّثَنَا - أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: «تَلْبَسُ الْمُحْرِمَةُ مَا شَاءَتْ مِنَ الثِّيَابِ إِلَّا الْبُرْقُعَ وَالْقُفَّازَيْنِ
ابراہیم النخعی کہتے محرم عورت کپڑوں میں جو چاہے پہنے سوائے برقع اور دستانے کے ایسا ہی قول عَطَاءٍ اور مجاہد کا بھی ہے

ولو غطت المرأة وجهها بشيء لا يمس الوجه جاز بالاتفاق

اگر عورت حالت احرام میں اپنا چہرہ کسی ایسی چیز سے چھپا لے جو اس کے چہرے کو مس نہ کرے تو علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ایسا کرنا جائز ہے

موطا امام مالک میں ہے

أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ أَخْبَرَهُ، قَالَ: رَأَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ بِالْعَرْجِ وَهُوَ " مُحْرِمٌ فِي يَوْمٍ صَائِفٍ قَدْ غَطَّى وَجْهَهُ بِقَطِيفَةِ أُرْجُوَانٍ

عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ نے خبر دی انہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو عرج میں دیکھا اور وہ حالت احرام میں تھے سخت گرمی والے دن اور انہوں نے چہرہ کو کتانی ارغوانی کپڑے سے ڈھکا ہوا تھا

بعض فقہاء کے نزدیک حالت احرام میں دھول ، گرمی ، ریت کی وجہ سے مرد کی جانب سے بھی وقتی چہرہ ڈھکا جا سکتا ہے- شرح السنة از البغوي (المتوفى: 516ھ) میں ہے کہ مرد بھی چہرہ چھپا سکتا ہے

وَيَجُوزُ لِلرَّجُلِ الْمُحْرِمِ سَتْرُ الْوَجْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ، رُوِيَ عَنْ عُثْمَانَ، أَنَّهُ غَطَّى وَجْهَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ، وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيّ

اہل علم کے نزدیک محرم کے لئے جائز ہے کہ وہ چہرہ چھپا لے ، ایسا عثمان سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں میں حالت احرام میں چہرہ چھپایا اور یہ امام شافعی کا قول ہے

تَنْتَقِبِ کا مطلب عربی میں ڈھکنا ہے - محمد مصطفى الأعظمي موطا امام مالک کی تعلیق میں کہتے ہیں

«لا تنتقب المرأة» أي: لا تلبس النقاب وهو الخمار الذي تشده المرأة على الأنف أو تحت المحاجر، الزرقاني 2: 313

عورت نہ ڈھکے یعنی نقاب نہ لے جو دوپٹہ ہے جس کو عورت ناک پر رکھے

یعنی نقاب الگ سے کوئی لباس کا ٹکڑا نہیں تھا بلکہ دوپٹہ سے ہی نقاب لیا جاتا تھا اور حدیث میں نقاب کی ممانعت ہے لہذا دوپٹہ سر پر رہے گا چہرے پر کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ بعض فقہاء کے نزدیک مطلق منع ہے

حالت احرام میں امہات المومنین کے چہرے کا پردہ

حالت احرام میں امہات المومنین کے چہرے کا پردہ نہیں تھا- أبو داود مین حدیث ہے

حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْجُنَيْدِ الدَّامِغَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ سُوَيْدٍ الثَّقَفِيُّ، قَالَ: حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ بِنْتُ طَلْحَةَ، أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا حَدَّثَتْهَا، قَالَتْ: «كُنَّا نَخْرُجُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى مَكَّةَ فَنُضَمِّدُ جِبَاهَنَا بِالسُّكِّ الْمُطَيِّبِ عِنْدَ الْإِحْرَامِ، فَإِذَا عَرِقَتْ إِحْدَانَا سَالَ عَلَى وَجْهِهَا فَيَرَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا يَنْهَاهَا

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلیں مکہ کے لئے اور ہم نے ماتھے پر خوشبو "سک" لگا رکھی تھیں- احرام کی حالت میں جب کسی کو پسینہ آتا تو وہ (عطر) بہتا اور ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے چہرے سے سوال کرتی اور ہم کو منع نہیں کیا گیا

شعَيب الأرنؤوط کہتے ہیں حدیث صحيح، وهذا إسناد قوي اور البانی اس کو صحیح کہتے ہیں- یاد رہے کہ البانی کے نزدیک آزاد مسلم عورت کے لئے چہرہ کا پردہ معلوم نہیں ہے اور ان کے نزدیک حالت احرام میں امہات المومنین بھی چہرہ کا پردہ نہیں کرتیں تھیں -

احرام کی حالت سے پہلے خوشبو لگا سکتے ہیں اور امہات المومنین رسول اللہ سے کلام کرتیں کہ عطر ان کے چہرے پر بہہ رہا ہوتا ، یعنی اگر پردہ ہوتا تو کچھ بھی نہیں بہہ سکتا- کپڑے میں جذب ہو جاتا[11]

---

11 سنن ترمذی کی روایت ٢٧٨٦ ہے

یہ معلوم ہے کہ سفر میں امہات المومنین اپنی اپنی ہودج میں ہوتیں تھیں- لہذا وہ اس سے سر نکال کر یا باہر نکل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک آتیں اور عطر چہرے پر بہتا نظر اتا تھا - قابل غور ہے کہ ایک دوسری روایت پیش کی جاتی ہے جو اسی سنن ابو داود میں ہے

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: «كَانَ الرُّكْبَانُ يَمُرُّونَ بِنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْرِمَاتٌ، فَإِذَا حَاذَوْا بِنَا سَدَلَتْ إِحْدَانَا جِلْبَابَهَا مِنْ رَأْسِهَا عَلَى وَجْهِهَا فَإِذَا جَاوَزُونَا كَشَفْنَاهُ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ القَطَّانُ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُمَارَةَ الحَنَفِيِّ، عَنْ غُنَيْمِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «كُلُّ عَيْنٍ زَانِيَةٌ، وَالمَرْأَةُ إِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالمَجْلِسِ فَهِيَ كَذَا وَكَذَا» يَعْنِي زَانِيَةً

عبد الرحمان کیلانی ترجمہ کرتے ہیں

61

((باب:3)) احکام ستر و حجاب کی ترتیب نزولی

«اَلْمَرْأَةُ إِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ فَهِيَ كَذَا وَكَذَا يَعْنِيْ الزَّانِيَةَ»(ترمذي، أبواب الأدب، باب كراهية خروج المرأة المتعطرة)

"جب کوئی عورت عطر لگا کر باہر نکلتی ہے اور کسی مجلس سے گزرتی ہے تو وہ ایسی اور ویسی گویا زانیہ ہے۔"

البانی نے اس روایت کو حسن کہہ دیا ہے – اس کی سند راقم کہتا ہے حسن درجہ کی نہیں ہے، یہ متن شاذ و منکر ہے - سند میں ثابت بن عمارة مختلف فیہ ہے

قال أبو حاتم ليس بالمتين ، امام ابو حاتم نے کہا مضبوط نہیں ہے

امہات المومنین کا خوشبو لگا کر باہر نکلنا اوپر حدیث سے ثابت ہو گیا ہے جس کی سند صحیح کے درجہ کی ہے اور علم حدیث میں صحیح حدیث کا درجہ حسن سے بلند ہے

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ہمارے پاس سے قافلہ سوار گزرتے اور ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ احرام کی حالت میں تھیں ، تو جب وہ ہمارے برابر آتے تو ہم میں سے عورتیں اپنی چادر اپنے سر سے اپنے چہرہ پر لٹکا دیتی، اور جب وہ ہم سے آگے نکل جاتے تو ہم چہرہ ظاہر کر دیتیں

البانی اور شعَیب الأرنؤوط دونوں اس روایت کو ضعیف کہتے ہیں[12]

اس روایت کی سند میں راوی یزید بن ابی زیاد مختلف فیہ راوی ہے- اس روایت کے دفاع میں کہا جاتا ہے کہ راوی کا ضعیف ہونا ائمہ محدثین کے نزدیک اتفاقی نہیں ہے ، امام مسلم نے اس سے روایت لی ہے - راقم کہتا ہے رجال صحيح مسلم از أحمد بن علي بن محمد بن إبراهيم، أبو بكر ابن مَنْجُويَه (المتوفى: 428هـ) میں ہے کہ يزيد بن أبي زِيَاد سے صرف ایک روایت كتاب الْأَطْعِمَة میں صحیح مسلم میں ہے – مزید یہ کہ یزید نہ صرف ضعیف بلکہ مدلس بھی ہے اور مدلس کی عن سے روایت قابل رد ہے اور زیر بحث روایت کی اسناد میں یہ مسئلہ موجود ہے- اس کے تمام طرق میں عنعنہ ہے – مزید یہ کہ یزید آخری عمر میں مختلط بھی ہے – ابن حجر کتاب تعريف اهل التقديس بمراتب الموصوفين بالتدليس میں ذکر کرتے ہیں

يزيد بن أبي زياد الكوفي من أتباع التابعين تغير في آخر عمره وضعف بسبب ذلك وصفه الدارقطني والحاكم وغيرهما بالتدليس

مزید ابن حجر کا قول ہے

قال ابن حجر: ضعيف كبر فتغير صار يتلقن وكان شيعيا من الخامسة مات سنة ست وثلاثين

12

البانی نے اس حدیث کو اپنی کتاب ضعیف ابو داؤد (رقم:۱۸۳۳)میں ضعیف کہا ہے جبکہ پچھلی کتب مثلا حجاب المرأة المسلمة (ص۳۲) اور مشکوۃ المصابیح (رقم:۲۶۹۰)میں اس کوصحیح کہا تھا اسی طرح البانی نے جلباب المرأة المسلمة (ص۱۰۸)میں اس کو حسن فی الشواہد کہا ہے - لیکن جب البانی نے مزید تحقیق کی تو معلوم ہو گیا کہ یہ سند ضعیف ہے اور آخری ایام کی کتب میں اس روایت کو ضعیف قرار دیا

کہنے والوں نے کہا کہ امام الذھبی نے اس کو صدوق قرار دیا ہے – راقم کہتا ہے دیوان الضعفاء والمتروكين وخلق من المجهولين وثقات فيهم لين میں الذھبی نے اپنے موقف کی مکمل وضاحت کی ہے

يزيد بن أبي زياد الكوفي: صدوق ساء حفظه، ضعفه ابن معين، وقال أحمد: ليس بذاك، وقال الجوزجاني: سمعتهم يضعفون حديثه. وقال آخر: ليس بالقوي، وخلط بعض الناس بينه وبين الذي قبله، فأما النسائي فقال: يزيد بن زياد عن الزهري: متروك الحديث، ثم قال بعد أسطر: يزيد بن أبي زياد، كوفي ليس بالقوي

یہ راوی اس قسم کا مضبوط نہیں ہے کہ اس کی بنیاد پر عالم اسلام کی تمام خواتین کے چہرہ کے حجاب کا حکم کر دیا جائے-

اس روایت کی سند میں اضطراب بھی ہے - سنن دارقطنی میں ہے

ثنا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْبَزَّازُ , نا بِشْرُ بْنُ مَطَرٍ , نا سُفْيَانُ , عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ , عَنْ مُجَاهِدٍ , قَالَ: قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: «كُنَّا نَكُونُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ مُحْرِمَاتٌ فَيَمُرُّ بِنَا الرَّاكِبُ فَتَسْدِلُ الْمَرْأَةُ الثَّوْبَ مِنْ فَوْقِ رَأْسِهَا عَلَى وَجْهِهَا

دوسری سند ہے

ثنا مُحَمَّدُ بْنُ مَخْلَدٍ , نا حَمْدُونُ بْنُ عَبَّادٍ , نا عَلِيُّ بْنُ عَاصِمٍ , حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ , عَنْ مُجَاهِدٍ , عَنْ عَائِشَةَ , قَالَتْ: «كُنَّا نَخْرُجُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ مُحْرِمَاتٌ فَإِذَا الْتَقَيْنَا الرُّكْبَانَ سَدَلْنَا الثَّوْبَ عَلَى وُجُوهِنَا سَدْلًا»

يَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ نے سند میں اضطراب کیا ہے – کبھی اس کو عائشہ رضی اللہ عنہا سے منسوب کیا ہے تو کبھی ام سلمہ رضی اللہ عنہما سے منسوب کیا ہے یہ اس روایت کا اضطراب ہے جس کو چھپایا جاتا ہے

یزید نے اس کو مجاہد سے لیا اور مجاہد نے ام المومنین عائشہ سے منسوب کیا ہے -

نصب الراية لأحاديث الهداية مع حاشيته بغية الألمعي في تخريج الزيلعي میں الزيلعي (المتوفى: 762ھ) اس روایت کا ذکر کر کے کہتے ہیں

وَاعْلَمْ أَنَّ سَمَاعَ مُجَاهِدٍ مِنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها مُخْتَلَفٌ فِيهِ، فَأَنْكَرَهُ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ، وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ، وَشُعْبَةُ، وَقَالَ أَبُو حَاتِمٍ: مُجَاهِدٌ عَنْ عَائِشَةَ مُرْسَلٌ

جان لو کہ مجاہد کا سماع عائشہ رضی اللہ عنہا سے مختلف فیہ ہے ، اس کے سماع کا ابن معین نے، یحیی بن سعید القطان نے اور امام شعبہ نے انکار کیا ہے اور ابو حاتم نے کہا مجاہد کی حدیث عائشہ سے مرسل ہے

اسی طرح چوتھی صدی کے امام حاکم نے مستدرک میں لکھا ہے کہ فلاں حدیث صحیح ہے اگر مجاہد نے ام سلمہ سے سنا

وقال الحاكم: هذا حديث صحيح الإسناد على شرط الشيخين إذا كان سمع مجاهد من أم سلمة، ووافقه الذهبي.

معلوم ہوا یہ سماع بھی حتمی معلوم نہیں ہے

عبد الرحمان کیلانی نے البتہ اس سے دلیل لے لی ہے

66 ((باب: 4)) چھرے اور ہاتھوں کا پردہ

دلیل نمبر 7: حضرت عائشہ کا بیان یہ ہے۔ کہ حج کے دوران بھی ہم (چہرہ کے پردہ کی رخصت کے باوجود) راہ گیروں سے پردہ کر لیا کرتی تھیں۔ پھر جب یہ لوگ گزر جاتے تو پردہ اٹھا دیا کرتی تھیں۔ اس روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نحن کا لفظ استعمال فرمایا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ چہرہ کے پردہ کا رواج صرف امہات المومنین تک محدود نہ تھا۔ بلکہ پورے مسلم معاشرے میں یہ رواج پڑ چکا تھا۔

ان کا دارو مدار لفظ نحن یعنی ہم پر ہے جبکہ ہم سے مراد یہاں امہات المومنین ہیں جو حج میں ہمراہ تھیں

ترجمہ میں فرقہ پرست بہت ڈنڈیاں مارتے ہیں –عبد الرحمان کیلانی نے روایت میں ترجمہ راہ گیر کیا ہے گویا کہ یہ پیدل چلنے کے دوران ہوتا تھا جبکہ متن روایت میں الرُّكْبَانُ قافلے[13] موجود ہے – حیرت ہے اسی کتاب میں آگے عبد الرحمان کیلانی نے ترجمہ واپس بدلا بھی ہے اور اس کو قافلہ بیان کیا ہے

13

الرُّكْبَانِ کا لفظ کثرت سے احادیث میں اتا ہے مثلا صحیح بخاری ۲۱۲۳ میں ہے

78 ((باب: 4)) چہرے اور ہاتھوں کا پردہ

یہ خطاب عام ہے تو یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ عہد نبوی میں عام مسلمان عورتوں میں چہرہ اور ہاتھوں کا پردہ رائج تھا۔

دلیل نمبر3: حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حالت احرام میں تھیں۔ قافلے ہمارے پاس سے گزرتے، جب ہمارے سامنے آتے تو ہم میں سے ہر ایک اپنی چادر اپنے سر سے چہرے پر لٹکا لیتی۔ پھر جب وہ گزر جاتے تو ہم پردہ پیچھے ہٹا لیتے (ابوداؤد۔ کتاب المناسک۔ باب فی المحرمہ......)

اسی طرح ایک اہل حدیث مولوی نے اس حدیث کے ترجمہ میں اس کو طواف کعبہ کا واقعہ قرار دے دیا ہے – یہ بھی زبردستی اپنا مدعا روایت میں ڈالنا ہے

ایک وہابی عالم نے خامہ فرسائی کی کہ پہلے چہرہ کھلا رکھا جا سکتا تھا لیکن حجہ الوداع کی اس حدیث سے ثابت ہوا کہ وہ حکم منسوخ ہوا - راقم کہتا ہے کیا اس کی سند اس قدر مضبوط ہے کہ اس سے صحیح آثار کو رد کیا جائے ؟ ہرگز نہیں –

حالت احرام میں زبردستی پردہ کرانا

التلخیص الحبیر (272/2) از ابن حجر میں ہے

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَبُو ضَمْرَةَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُمَرَ أَنَّهُمْ كَانُوا يَشْتَرُونَ الطَّعَامَ مِنْ الرُّكْبَانِ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَبْعَثُ عَلَيْهِمْ مَنْ يَمْنَعُهُمْ أَنْ يَبِيعُوهُ حَيْثُ اشْتَرَوْهُ حَتَّى يَنْقُلُوهُ حَيْثُ يُبَاعُ الطَّعَامُ

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے زمانے میں لوگ اہل قافلہ سے غلہ خرید لیتے۔ آپ اس کی روک تھام کے لیے کسی ایسے شخص کو ان کے پاس بھیج دیتے جو ان کو خریداری کی جگہ غلہ بیچنے سے منع کرتا یہاں تک وہ اسے منڈی میں پہنچا دیں جہاں غلہ فروخت ہوتا ہے

وروى ابن أبي خيثمة من طريق إسماعيل بن أبي خالد ، عن أمه ، قالت : كنا ندخل [على أم المؤمنين يوم التروية فقلت لها : يا أم المؤمنين هنا امرأة تأبى أن تغطي وجهها وهي محرمة . فرفعت عائشة خمارها من صدرها فغطت به وجهها

طبقات ابن سعد میں ہے

أخبرنا عبد الله بن نمير ، عن إسماعيل بن أبي خالد ، عن أمه وأخته : أنهما دخلتا على عائشة يوم التروية فسألتها امرأة : أيحل لي أن أغطي وجهي وأنا محرمة . فرفعت خمارها عن صدرها حتى جعلته فوق رأسها

إسماعيل بن أبي خالد کی والدہ و بہن نے ذکر کیا کہ ہم یوم التروية کو اُمّ المؤمنين عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو ہم نے کہا اے اُمّ المؤمنين! یہاں ایک عورت ہے جو کہ حالت احرام میں اپنے چہرے کو چھپانے سے انکار کرتی ہے تو عائشہ نے اس کی خمار (چادر) اس کے سینے سے اٹھائی اور اس سے اس کا چہرہ ڈھانپ دیا

اس روایت کی سند ضعیف ہے - إسماعيل بن أبي خالد کی امی و بہن مجہول عورتیں ہیں

فاطمہ بنت المنذر سے منسوب عمل

فاطمة بنت المنذر بْن الزُّبَيْر بْن العوَّام یہ اسماء رضی اللہ عنہا کی پوتی ہیں اور

وَقَال هشام بن عروة: كانت أكبر مني بثلاث عشرة سنة

ہشام بن عروہ نے کہا یہ مجھ سے ١٣ سال بڑی تھیں

اور امام المزی نے کہا ہشام سن ٦١ میں پیدا ہوئے - اس طرح فاطمہ کی پیدائش سن ٤٨ کی ہے اور انہوں نے اسماء رضی اللہ عنہا کے ساتھ کسی دور میں حج کیا - موطأ الإمام مالك میں ہے

وحدثني عن مالك، عن هشام بن عروة، عن فاطمة بنت المنذر أنها قالت: كنا نخمر وجوهنا ونحن محرمات، ونحن مع أسماء بنت أبي بكر الصديق

فاطمہ بنت المنذرنے کہا اپنے چہروں کو خمار (دوپٹہ) سے ڈھانپتی تھیں اس حال میں کہ ہم حالتِ احرام میں ہوتیں اور اسماء بنت ابی بکرؓ ہمارے ساتھ تھیں

یہ روایت فاطمة بنت المنذر سے منسوب ہے اور حکم نبوی کے خلاف ہوا جس میں ہے کہ حالت احرام میں عورت نقاب نہ لے – اس روایت میں یہ ذکر نہیں ہے کہ اسماء بھی چہرہ چھپاتیں تھیں بلکہ یہ فاطمہ بنت المنذر کا   عمل ہے

ابن المنذر : وكراهية البرقع ثابتة عن سعد وابن عمر وابن عباس وعائشة ، ولا نعلم أحدا خالف فيه

ابن منذرنے کہا احرام میں برقع کی کراہت ثابت ہے سعد بن ابی وقاص ، ابن عمر ، ابن عباس ، اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے ، اس کے کوئی خلاف نہیں ہے

ابن قدامة نے المغني (154/3)   میں کہا

وجملة ذلك أن المرأة يحرم عليها تغطية وجهها في إحرامها ، كما يحرم على الرجل تغطية رأسه لا نعلم في هذا خلافا ، إلا ما روي عن أسماء أنها كانت تغطي وجهها وهي محرمة . ويحتمل أنها كانت تغطيه بالسدل عند الحاجة ،فلا يكون اختلافاً

اس سب کا لب لباب ہے کہ عورت پر حرام ہے کہ احرام کی حالت میں اپنے چہرہ کو ڈھانپ لے جیسا مرد پر حرام ہے کہ وہ اپنے سر کو ڈھانپے ، اس کے خلاف کوئی نہیں ہے سوائے اس کے جو اسماء سے روایت کیا گیا ہے کہ محرم ہو کے انہوں نے چہرہ ڈھانپا اور احتمال ہے کہ انہوں نے کسی حاجت کے تحت یہ کیا ہو گا پس اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے

معلوم ہوا کہ اگر فاطمہ بنت المنذر منسوب عمل صحیح قول ہے تو محققین کے نزدیک وہ کسی علت کی وجہ سے ہے [14]

14

ابن خزیمہ ح ٢٦٩٠ میں ابن خزیمہ نے باب میں نے کہا ایک مجمل خبر ہے پھر اس روایت کا ذکر کیا پھر کہا یہ دوپٹہ سے ہو سکتا ہے ہاتھ نکل آیا ہو

بَابُ إِبَاحَةِ تَغْطِيَةِ الْمُحْرِمَةِ وَجْهَهَا مِنَ الرِّجَالِ، بِذِكْرِ خَبَرٍ مُجْمَلٍ، أَحْسَبُهُ غَيْرَ مُفَسَّرٍ

نا محرم عورت کا اپنا چہرہ مردوں سے چھپا لینے کی اباحت ، اس پر خبر مجمل کا ذکر – میں سمجھتا   ہوں غیر واضح خبر ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ عَدِيٍّ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حُمَيْدٍ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ، عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ كُنَّا نُغَطِّي وُجُوهَنَا مِنَ الرِّجَالِ وَكُنَّا نَمْتَشِطُ قَبْلَ ذَلِكَ

فاطمہ بنت منذر نے اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ ہم مردوں سے اپنا چہرہ چھپا لیتیں .... پھر ابن خزیمہ نے تبصرہ کیا

بَابُ ذِكْرِ الْخَبَرِ الْمُفَسِّرِ لِهَذِهِ اللَّفْظَةِ الَّتِي حَسَبْتُهَا مُجْمَلَةً، وَالدَّلِيلُ [عَلَى] أَنَّ لِلْمُحْرِمَةِ (150) تَغْطِيَةَ وَجْهِهَا مِنْ غَيْرِ انْتِقَابٍ وَلَا إِمْسَاسِ الثَّوْبِ، إِذِ الْخِمَارُ الَّذِي تَسْتُرُ بِهِ وَجْهَهَا بَلْ تُسْدِلُ الثَّوْبَ مِنْ فَوْقِ رَأْسِهَا عَلَى وَجْهِهَا، أَوْ تَسْتُرُ وَجْهَهَا بِيَدِهَا (1)، أَوْ بِكُمِّهَا، أَوْ بِبَعْضِ ثِيَابِهَا مُجَافِيَةً يَدَهَا عَنْ وَجْهِهَا

باب اس مفسر خبر کا ان الفاظ پر جن کو میں سمجھتا ہوں مجمل ہیں اور دلیل ہے کہ حالت احرام میں عورت چہرہ کو ڈھک لے گی ، نقاب کے علاوہ بغیر کپڑا چہرے کو چھوئے کہ جب وہ دوپٹہ کو سر کے اوپر سے لکٹائے گی اپنے چہرہ پر ، یا چہرہ چھپا لے گی ہاتھ سے

یعنی متن روایت   میں واضح نہیں ہے کہ چہرہ ڈھکنے سے کیا مراد ہے، چہرہ (تَسْتُرُ وَجْهَهَا بِيَدِهَا) ہاتھ سے چھپایا یا کپڑے سے واضح نہیں-

مستدرک حاکم اور صحیح ابن خزیمہ میں فاطمہ بنت منذر نے اپنے قول کو اسماء رضی اللہ عنہا سے منسوب کر دیا گیا ہے - سند میں

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَمْشَاذَ الْعَدْلُ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ شَاذَانَ الْجَوْهَرِيُّ، ثنا زَكَرِيَّا بْنُ عَدِيٍّ، ثنا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتْ: «كُنَّا نُغَطِّيَ وُجُوهَنَا مِنَ الرِّجَالِ، وَكُنَّا نَتَمَشَّطُ قَبْلَ ذَلِكَ فِي الْإِحْرَامِ

اسماء نے کہا ہم مردوں سے اپنا چہرہ چھپاتی تھیں اور احرام سے پہلے بال باندھ لیتی تھیں

اگرچہ اس حدیث کو امام مالک نے درج کیا ہے لیکن ان کا اپنا مذھب یہی ہے کہ عورت احرام میں پردہ نہ کرے گی - بداية المجتهد ونهاية المقتصد میں مالکی فقھیہ أبو الوليد ابن رشد الحفيد (المتوفى: 595ھ) نے لکھا ہے

فَرَوَى مَالِكٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: " أَنَّ مَا فَوْقَ الذَّقَنِ مِنَ الرَّأْسِ لَا يُخَمِّرُهُ الْمُحْرِمُ "، وَإِلَيْهِ ذَهَبَ مَالِكٌ

امام مالک نے ابن عمر سے روایت کیا سر میں تھوڑی سے اوپر اس کو حالت احرام میں نہیں ڈھکا جائے گا اور اسی طرف امام مالک کا مذھب ہے

سنن الکبری از بیہقی میں اسماء رضی اللہ عنہا کی بہن ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا فتوی درج ہے

وَأَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ , أنبأ أَبُو عَمْرِو بْنُ مَطَرٍ , ثنا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ , ثنا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ , ثنا أَبِي , ثنا شُعْبَةُ , عَنْ يَزِيدَ الرِّشْكِ , عَنْ مُعَاذَةَ , عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: " الْمُحْرِمَةُ تَلْبَسُ مِنَ الثِّيَابِ مَا شَاءَتْ إِلَّا ثَوْبًا مَسَّهُ وَرْسٌ , أَوْ زَعْفَرَانٌ وَلَا تَتَبَرْقَعُ , وَلَا تَلَثَّمُ وَتُسْدِلُ الثَّوْبَ عَلَى وَجْهِهَا إِنْ شَاءَتْ

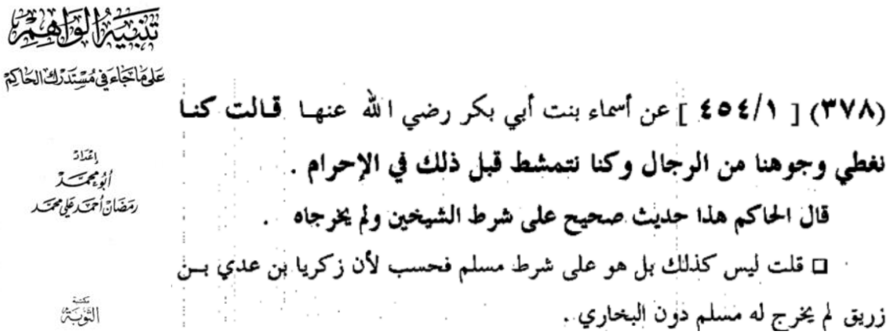
تنبيه الواهم على ما جاء في مستدرك الحاكم

إعداد أبو محمد رمضان أحمد علي محمد

مكتبة التوبة

(٣٧٨) [٤٥٤/١] عن أسماء بنت أبي بكر رضي الله عنها قالت كنا نغطي وجوهنا من الرجال وكنا نتمشط قبل ذلك في الإحرام .

قال الحاكم هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه .

□ قلت ليس كذلك بل هو على شرط مسلم فحسب لأن زكريا بن عدي بن زريق لم يخرج له مسلم دون البخاري .

محقق رمضان احمد کہتے ہیں حاکم کا قول غلط ہے یہ صحیح مسلم کی شرط پر ہے- اس روایت کے متنؤں میں فرق ہے اور بعض میں اس کو فاطمہ کا قول کہا گیا ہے اور بعض میں اس کو اسماء رضی اللہ عنہا سے منسوب کیا گیا ہے

عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا حالت احرام میں عورت اگر چاہے تو کپڑا چہرے پر لٹکا لے

اس میں إِنْ شَاءَتْ یعنی چاہنے کے الفاظ ہیں ، اس عمل کو فرض قرار نہیں دیا گیا

البانی نے إرواء الغليل میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے

أخرجه البيهقى (5 / 47) بسند صحيح

اسی بات کو امام ابن حزم نے المحلی میں بیان کیا ہے کہ چہرہ چھپانا ، عورت کی مرضی پر ہے ، ضروری نہیں ہے

رُوِّينَا مِنْ طَرِيقِ الْحَجَّاجِ بْنِ الْمِنْهَالِ نَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ الْمَاجِشُونُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ: رَأَى ابْنُ عُمَرَ امْرَأَةً قَدْ سَدَلَتْ ثَوْبَهَا عَلَى وَجْهِهَا - وَهِيَ مُحْرِمَةٌ - فَقَالَ لَهَا: اكْشِفِي وَجْهَك فَإِنَّمَا حُرْمَةُ الْمَرْأَةِ فِي وَجْهِهَا.

وَصَحَّ خِلَافُ هَذَا عَنْ غَيْرِهِ، كَمَا رُوِّينَا عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ كَانَتْ تُغَطِّي وَجْهَهَا وَهِيَ مُحْرِمَةٌ.

وَعَنْ وَكِيعٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ يَزِيدَ الرِّشْكِ عَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ قَالَتْ: سَأَلْت عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ مَا تَلْبَسُ الْمُحْرِمَةُ؟ فَقَالَتْ: لَا تَنْتَقِبُ، وَلَا تَلْثِمُ، وَتَسْدُلُ الثَّوْبَ عَلَى وَجْهِهَا - وَعَنْ عُثْمَانَ أَيْضًا ذَلِكَ، فَكَانَ الْمَرْجُوعُ فِي ذَلِكَ إلَى مَا مَنَعَ مِنْهُ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَقَطْ.

ابن عمر نے ایک عورت کو حالت احرام میں چہرہ چھپائے دیکھا تو کہا چہرہ کھول دے ، حالت احرام میں اس کی حرمت (ممانعت) ہے

اور اس کے خلاف جو صحیح سند سے ہے وہ ہے جو روایت کیا گیا فاطمہ بنت المنذر ہے ان چہرہ چھپایا تھا

اور عائشہ سے مروی ہے جب ان سے پوچھا گیا کہ محرم عورت چہرہ چھپائے گی ؟ تو فرمایا نہ نقاب لے نہ چہرہ ڈھکے اور کپڑا لٹکا لے (یعنی گھونگھٹ لے) اور عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا ہی مروی ہے پس مرجوع وہ ہے جو فقط رسول اللہ نے منع کیا ہو

قَالَ عَلِيٌّ: وَنَحْنُ نَقُولُ: إنَّ الْحَيَّ الْمُحْرِمَ لَا يَلْزَمُهُ كَشْفُ وَجْهِهِ، وَإِنَّمَا يَلْزَمُهُ كَشْفُ رَأْسِهِ فَقَطْ؛ فَإِذَا مَاتَ أَحْدَثَ اللَّهُ تَعَالَى لَهُ حُكْمًا زَائِدًا وَهُوَ أَنْ لَا يُخَمَّرَ وَجْهُهُ وَلَا رَأْسُهُ ....
قَالَ عَلِيٌّ: لَوْ كَانَ تَغْطِيَةُ الْمُحْرِمِ وَجْهَهُ مَكْرُوهًا أَوْ مُحَرَّمًا، لَبَيَّنَهُ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَإِذَا لَمْ يَنْهَ عَنْ ذَلِكَ فَهُوَ مُبَاحٌ

ابن حزم نے کہا زندہ عورت حالت احرام میں، لازم نہیں ہے کہ چہرہ کھلا رکھے وہ صرف سر کو ڈھکے گی اگر فوت ہو جائے تو اللہ کا زائد حکم ہم سے ذکر کیا گیا ہے کہ اس کے سر و چہرے پر دوپٹہ نہیں ڈالا جائے گا ... اگر چہرہ چھپانا حرام و مکروہ ہوتا تو رسول اللہ نے اس کی وضاحت کی ہوتی پس جب نہیں منع کیا تو یہ مباح ہے

حج کے بعد فضل بن عباس کا قصہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سن ١٠ ہجری میں حج کیا – اس کے حوالے سے صحیح بخاری ٦٢٢٨ میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو اليَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ، أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: أَرْدَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الفَضْلَ بْنَ عَبَّاسٍ يَوْمَ النَّحْرِ خَلْفَهُ عَلَى عَجُزِ رَاحِلَتِهِ، وَكَانَ الفَضْلُ رَجُلًا وَضِيئًا، فَوَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلنَّاسِ يُفْتِيهِمْ، وَأَقْبَلَتِ امْرَأَةٌ مِنْ خَثْعَمَ وَضِيئَةٌ تَسْتَفْتِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَطَفِقَ الفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا، وَأَعْجَبَهُ حُسْنُهَا، فَالْتَفَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا، فَأَخْلَفَ بِيَدِهِ فَأَخَذَ بِذَقَنِ الفَضْلِ، فَعَدَلَ وَجْهَهُ عَنِ النَّظَرِ إِلَيْهَا، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ فَرِيضَةَ اللَّهِ فِي الحَجِّ عَلَى عِبَادِهِ، أَدْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا، لاَ يَسْتَطِيعُ أَنْ يَسْتَوِيَ عَلَى الرَّاحِلَةِ، فَهَلْ يَقْضِي عَنْهُ أَنْ أَحُجَّ عَنْهُ؟ قَالَ: «نَعَمْ»

ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی ، ان سے زہری نے بیان کیا، انہیں سلیمان بن یسار نے خبردی اورانہیں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خبردی، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فضل بن عباس رضی اللہ عنہماکو قربانی کے دن اپنی سواری پر اپنے پیچھے بٹھایا ۔ وہ خوبصورت گورے مرد تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگو ں کو مسائل بتانے کے لئے کھڑے ہوگئے ۔ اسی دوران میں قبیلہ خثعم کی ایک (خوبصورت) عورت بھی نبی

صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھنے آئی ۔ فضل بھی اس عورت کو دیکھنے لگے ۔ اس کا حسن وجمال ان کو بھلا معلوم ہوا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مڑ کر دیکھا تو فضل اسے دیکھ رہے تھے ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ پیچھے لے جا کر فضل کی ٹھوڑی پکڑی اور ان کا چہرہ دوسری طرف کردیا۔ پھر اس عورت نے کہا، یا رسول اللہ حج کے بارے میں اللہ کا جو اپنے بندوں پر فریضہ ہے وہ میرے والد پر لاگو ہوتا ہے، جو بہت بوڑھے ہوچکے ہیں اور سواری پر سیدھے نہیں بیٹھ سکتے ۔ کیا اگر میں ان کی طرف سے حج کر لو ں تو ان کا حج ادا ہو جائے گا؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں ہو جائے گا[15]۔

15

سنن نسائی ٢٦٤١ میں ہے کہ عورت تھی جس نے اپنے باپ کے حوالے سے سوال کیا تھا
أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ، قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ، عَنْ ابْنِ الْقَاسِمِ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ رَدِيفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَاءَتْهُ امْرَأَةٌ مِنْ خَثْعَمَ تَسْتَفْتِيهِ، وَجَعَلَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا، وَتَنْظُرُ إِلَيْهِ، وَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَصْرِفُ وَجْهَ الْفَضْلِ إِلَى الشِّقِّ الْآخَرِ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ فَرِيضَةَ اللَّهِ فِي الْحَجِّ عَلَى عِبَادِهِ أَدْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا، لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَثْبُتَ عَلَى الرَّاحِلَةِ، أَفَأَحُجُّ عَنْهُ؟ قَالَ: «نَعَمْ، وَذَلِكَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ»

أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ، أَخْبَرَهُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ، أَخْبَرَهُ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ خَثْعَمَ اسْتَفْتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ، وَالْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ رَدِيفُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ فَرِيضَةَ اللَّهِ فِي الْحَجِّ عَلَى عِبَادِهِ أَدْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا، لَا يَسْتَوِي عَلَى الرَّاحِلَةِ، فَهَلْ يَقْضِي عَنْهُ أَنْ أَحُجَّ عَنْهُ؟ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «نَعَمْ» فَأَخَذَ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ يَلْتَفِتُ إِلَيْهَا، وَكَانَتِ امْرَأَةً حَسْنَاءَ، وَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَضْلَ فَحَوَّلَ وَجْهَهُ مِنَ الشِّقِّ الْآخَرِ

ابن حجر نے اس عورت کو جاریہ کہہ کر فتح الباری میں لکھا کہ طبری میں علی سے مروی روایت میں ہے کہ یہ جاریہ تھی - جاریہ کا لفظ لونڈی اور لڑکی دونوں کے معنی میں اتا ہے
المسند الجامع از محمود محمد خلیل میں مکمل متن ہے ، البانی نے اس حدیث کو دیگر وجوہات کی بنا پر منکر قرار دیا ہے

فضل بن عباس رضی اللہ عنہ عید کے دن اس عورت کے حسن کو اسی صورت دیکھ سکتے تھے اگر وہ چہرہ کے پردہ میں نہ تھی – عورت کا چہرہ دیکھا جا سکتا تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو چہرہ چھپانے کا حکم نہیں کیا بلکہ فضل کا منہ موڑا ، جس سے ظاہر ہے کہ عورتوں پر چہرہ چھپانا ، ان کی مرضی پر رکھا گیا تھا -

البانی نے رد المفحم میں لکھا سد ذریعہ کے طور پر اس عظیم مقام پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد دلانا چاہیے تھا کہ عورت چہرے کا پردہ کرے لیکن انہوں نے الٹا فضل کا منہ موڑ دیا

فلو شاء الله تعالى أن يوجب على النساء أن يسترن وجوههن أمام الأجانب لفعل سدا للذريعة أيضا (وما كان ربك نسيا) [مريم: 64] ولأوحى إلى النبي صلى الله عليه وسلم أن يأمر المرأة الخثعمية أن تستر وجهها فإن هذا هو وقت البيان كما تقدم ولكنه على خلاف ذلك أراد صلى الله عليه وسلم أن يبين للناس في ذلك المشهد العظيم أن سد الذريعة هنا لا يكون بتحريم ما أحل الله للنساء أن يسفرن عن وجوههن إن شئن وإنما بتطبيق قاعدة: (. . . يغضوا من أبصارهم) وذلك بصرفه نظر الفضل عن المرأة

ابن حجر نے فتح الباری ج ۱۱ ص ۱۰ میں الإمام ابن بطال لکھا

وَفِيهِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ نِسَاءَ الْمُؤْمِنِينَ لَيْسَ عَلَيْهِنَّ مِنَ الْحِجَابِ مَا يَلْزَمُ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ لَوْ لَزِمَ ذَلِكَ جَمِيعَ النِّسَاءِ لَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَثْعَمِيَّةَ بِالِاسْتِتَارِ

اس میں دلیل ہے کہ مومن عورتوں پر ایسا حجاب نہ تھا جیسا ازواج النبی کا ہوتا تھا اگر ایسا ہوتا تو نبی اس الْخَثْعَمِيَّةَ عورت کو منہ چھپانے کا حکم کرتے

عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، رَضِيَ الله عَنْهُ، قَالَ .... وَاسْتَفْتَتْهُ جَارِيَةٌ شَابَّةٌ مِنْ خَثْعَمٍ ..... . وَلَوَى عُنُقَ الْفَضْلِ، فَقَالَ الْعَبَّاسُ: يَا رَسُولَ اللهِ، لِمَ لَوَيْتَ عُنُقَ ابْنِ عَمِّكَ؟ قَالَ: رَأَيْتُ شَابًّا وَشَابَّةً، فَلَمْ آمَنِ الشَّيْطَانَ عَلَيْهِمَا

عباس نے کہا اللہ کے رسول اپ نے اپنے چچا زاد کا منہ کیوں موڑا تو فرمایا جوان نے جوان کو دیکھا پس میں نے شیطان کو ان پر غلبہ سے روکا

ابن حزم نے المحلی ج 2 ص ٢٤٨ میں بحث کی ہے کہ عورت کا چہرہ چھپانا امر ضروری نہیں ہے - وہاں اس حدیث کا ذکر کیا اور لکھا

فَلَوْ كَانَ الْوَجْهُ عَوْرَةً يَلْزَمُ سَتْرُهُ لَمَا أَقَرَّهَا - عَلَيْهِ السَّلَامُ - عَلَى كَشْفِهِ بِحَضْرَةِ النَّاسِ، وَلَأَمَرَهَا أَنْ تُسْبِلَ عَلَيْهِ مِنْ فَوْقٍ، وَلَوْ كَانَ وَجْهُهَا مُغَطًّى مَا عَرَفَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَحَسْنَاءُ هِيَ أَمْ شَوْهَاءُ

اگر اس کا چہرہ کھلا تھا تو اس کو چھپوانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لازم تھا کہ وہ چادر لٹکائے اپنے اوپر سے ، اگر چہرہ چھپا ہوتا تو ابن عباس کو معلوم ہی ہوتا کہ اچھا ہے یا برا ہے

اگر حالت احرام تک میں سب مسلم عورتیں پردہ کر رہی تھیں تو عید پر کیوں نہ تھا ؟ ظاہر ہے آزاد مسلم عورت پر چہرہ کے حجاب کی فرضیت نہیں ہے ، اسی وجہ سے ایسا ہوا

عبد الرحمان کیلانی نے کتاب احکام ستر و حجاب میں بغیر روایت پڑھے البانی پر جرح کی جنہوں نے اس سے چہرہ کا پردہ کا عموم رد کیا

اب علامہ موصوف کی پیش کردہ حدیث سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ رمی الجمار سے فارغ ہو چکے تھے۔ یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ عورت بھی ابھی رمی الجمار سے فارغ ہوئی تھی یا نہیں؟ پھر ابھی قربانی کا کام بھی باقی تھا۔ اور اس کے بعد ہی حلق' طہارت یا احرام کھولنے کی باری آتی ہے۔ اندریں صورت کیسے تصور کیا جا سکتا ہے کہ وہ عورت حالت احرام سے نکل چکی تھی۔ چنانچہ اس حدیث سے متعلق اکثر علماء یہی کہتے ہیں۔ کہ وہ عورت اس وقت حالت احرام میں تھی۔ لہٰذا موصوف کا پیش کردہ نتیجہ درست نہیں۔ اور قطع نزاع کے لئے قطعاً غیر مفید ہے۔

راقم کہتا ہے متن میں موجود ہے کہ فضل رضی اللہ عنہ کو اس کا حسن پسند آیا اور رسول اللہ نے پلٹ کر منہ موڑا – اس کے بعد جو بھی کلام عبد الرحمان کیلانی نے کیا ہے اس کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے ؟ حدیث میں واضح لکھا ہے کہ عورت کا حسن دیکھا اور بقول عبد الرحمان کیلانی حالت احرام میں بھی عورتیں پردہ کرتیں تھیں لیکن اس روایت میں واضح ہے کہ چہرہ کا پردہ نہیں تھا

عیدگاہ کا ذکر

عید گاہ میں دور نبوی میں تمام خواتین پردہ میں نہ تھیں

چہرے کے پردے کی دلیل میں کہا جاتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عورتوں کو عید کے لیے عید گاہ جانے کا حکم دیا تو عورتوں نے عرض کیا

اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے کسی ایک کے پاس ہو سکتا ہے پردہ کرنے کے لیے چادر اور اوڑھنی نہ ہو ؟ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا   اس کی (مسلمان) بہن کو چاہیے کہ وہ اپنی اوڑھنی اوڑھا دے

صحیح بخاری اور صحیح مسلم

یہ بات قرآن کے حکم کے مطابق ہے کہ مومن عورتیں چادر لیں -   اس روایت کو بھی چہرہ کے پردہ کی دلیل میں پیش کیا جاتا ہے حالانکہ اس میں اس کا ذکر تک نہیں – مسلمان عورتیں قرآن کے حکم کے مطابق چادر اوڑھتی تھیں لیکن چہرہ کے پردے کی یہ دلیل نہیں ہے

صحیح مسلم کی حدیث ہے

جابر بن عبداللہ (رضی اﷲ عنہما)سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں عید کی نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھا۔ آپ نے خطبہ سے پہلے اذان اور اقامت کے بغیر نماز پڑھائی۔ پھر آپ بلال کا سہارا لے کر کھڑے ہوئے اور اللہ سے ڈرنے کا حکم فرمایا اور اللہ کی اطاعت کی رغبت دلائی۔ لوگوں کو وعظ و نصیحت کی، پھر چل کر عورتوں کے پاس آئے، ان کو وعظ و نصیحت کی اور فرمایا: صدقہ و خیرات کرو، کیونکہ تم میں سے اکثر جہنم کا ایندھن ہیں۔ پھر عورتوں کے درمیان بیٹھی ہوئی عورت،جس کے رخساروں کا رنگ سرخی مائل سیاہ (سفعاء الخدین) تھا،نے کہا: اے اللہ کے رسول ایسا کیوں ہے؟ آپ نے فرمایا: کیونکہ تم شکوئ شکایت بہت کرتی ہو اور خاوند کی ناشکری کرتی ہو۔ راوی کا قول ہے کہ عورتیں

اپنے زیورات کو صدقہ و خیرات میں دینے لگیں اور وہ بلال (رضی اللہ عنہ) کے کپڑے میں اپنی بالیاں اور انگوٹھیاں ڈالنے لگیں۔

عبد الرحمان کیلانی نے کتاب احکام ستر و حجاب میں تبصرہ کیا

"عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ قَالَ اِسْتَشْهَدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ الصَّلٰوةَ يَوْمَ الْعِيْدِ فَبَدَأَ بِالصَّلٰوةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَّلاَ إِقَامَةٍ ثُمَّ قَامَ مُتَوَكِّئًا عَلٰى بِلاَلٍ فَأَمَرَ بِتَقْوَي اللهِ، وَحَثَّ عَلٰى طَاعَتِهِ وَوَعَظَ النَّاسَ وَذَكَّرَهُمْ، ثُمَّ مَضٰى حَتّٰى أَتَي النِّسَاءَ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ، فَقَالَ تَصَدَّقْنَ فَإِنَّ أَكْثَرَكُنَّ حَطَبُ جَهَنَّمَ، فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنَ النِّسَاءِ سُفْعَاءَ الْخَدَّيْنِ (أَيْ فِيْهِمَا تَغَيُّرٌ وَسَوَادٌ) فَقَالَتْ: لِمَ يَارَسُوْلَ اللهِ؟ قَالَ لأَنَّكُنَّ تُكْثِرْنَ الشَّكَاةَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ، قَالَ: فَجَعَلْنَ يَتَصَدَّقْنَ مِنْ حُلِيِّهِنَّ يُلْقِيْنَ فِي ثَوْبِ بِلاَلٍ مِنْ أَقْرَاطِهِنَّ وَخَوَاتِمِهِنَّ" (رسالہ مذکور ص٢٦، ٢٧)

میں عید کے دن عید کی نماز کے وقت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ آپ نے خطبہ سے پہلے بغیر اذان اور اقامت کے نماز شروع کی پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے کھڑے ہوئے لوگوں کو اللہ کے تقویٰ کا حکم دیا۔ اور اللہ کی اطاعت کی ترغیب دلائی اور وعظ نصیحت کی پھر چلے اور عورتوں کے پاس آئے انہیں وعظ و نصیحت کی پھر کہا کہ صدقہ کیا کرو کیونکہ تم میں سے اکثر جہنم کا ایندھن ہیں۔ مجمع کے درمیان سے ایک عورت نے جس کے رخساروں پر کالے داغ تھے کہا: کیوں یا رسول اللہ؟ آپ نے فرمایا:

یہاں ترجمہ کو بدلا گیا ہے – عربی متن میں بریکٹ ڈال کر اس میں اضافہ کیا گیا ہے – اس ترجمہ کی تحقیق ضروری ہے کیونکہ البانی نے اس سے دلیل لی ہے ، چہرہ کے پردہ کو رد کیا ہے – لفظ سفعة پر فتح الباری ج ١ ص ١٣٢ از ابن حجر میں ہے

قوله سفعة .... هُوَ سَوَاد مشرب بحمرة

سفعة وہ ہے جو سرخی مائل کالا ہو

عبد الرحمان کیلانی نے کہا

جو عورت درمیان سے اٹھی وہ بد صورت تھی جس کے منہ پر کالے داغ تھے۔ جنہوں نے اس کا چہرہ بگاڑ دیا تھا۔ نیز اس نے میک اپ وغیرہ کے ذریعہ اس بد صورتی کو چھپایا بھی نہ تھا۔ اور وہ نظر آرہے تھے۔ ایسی عورت کے دیکھنے سے تو پہلے سے پیدا شدہ جنسی میلان بھی ختم ہو جاتا ہے۔ چہ جائیکہ از سر نو پیدا ہو۔ پھر اس حدیث میں یہ صراحت بھی نہیں کہ وہ عورت لونڈی یا کنیز تھی یا آزاد؟ اور لونڈیوں کی رخصت تو بہرحال ثابت ہے۔ لہٰذا یہ حدیث قطع نزاع کے لئے مفید نہیں ہو سکتی۔

راقم کہتا ہے کیا بد صورت عورت کے لئے شرع میں پردہ نہیں ہے ؟ اس لیے یہ تاویل سراسر لغو ہے - المستفاد من مبهمات المتن والإسناد میں حافظ أبو زرعة أحمد بن عبد الرحيم العراقي (826 هـ) کہتے ہیں کہ ہو سکتا ہے یہ خاتون أسماء بنت یزید بن السکن ہوں کیونکہ انہوں نے اس کو رسول اللہ سے روایت کیا ہے

لعل هذه المرأة: أسماء بنت يزيد بن السكن فقد رأيت في بعض التعاليق أن أسماء بنت يزيد روت أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((يا معشر النساء، إنكن حطب جهنم)) قالت: وكنت امرأةً جريئةً على كلامه

أَسْمَاءُ بِنْتُ يَزِيْدَ بنِ السَّكَنِ رضی اللہ عنہا یہ انصاری تھیں اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی رشتہ دار تھیں – ان کی وفات سن ٧٠ ھ کی ہے لہذا عید کے اس واقعہ کے وقت وہ یقینا جوان تھیں

کہا جاتا ہے کہ ممکن ہے اتفاقا پردہ سرک گیا ہو - اگر پردہ سرک گیا تھا تو رسول اللہ نے پردے کی تاکید کیوں نہیں کی

کہا جاتا ہے ہو سکتا ہے یہ واقعہ پردے کا حکم نازل ہونے سے پہلے کا ہو – لیکن

صحیح بخاری کی روایت ہے جس کو فتح مکہ کے بعد ایمان لانے والے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان سے پوچھا گیا: کیا آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید کی نماز میں موجود تھے؟ انھوں نے کہا: ہاں، اگر میں چھوٹا نہ ہوتا تو عید میں موجود نہ ہوتا (آپ عید کے لیے نکلے) یہاں تک کہ کثیر بن الصلت کے گھر کے پاس اس جگہ پہنچے جہاں عید گاہ کا نشان تھا۔ پھر آپ نے نماز پڑھی (راوی کا قول ہے کہ پھر آپ نیچے اترے۔ گویا کہ میں انھیں دیکھ

رہا ہوں کہ وہ لوگوں کو ہاتھ کے اشارے سے نیچے بٹھا رہے ہیں پھروہ ان کی صفوں کو چیرتے ہوئے عورتوں تک آئے اور آپ کے ساتھ بلال تھے۔ (پھر کہا: ’’اے نبی، جب تمھارے پاس مومن عورتیں اس بات پر بیعت کے لیے آئیں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی‘‘ (الممتحنہ ۶۰: ۱۲)) پھر آپ یہ آیت پڑھنے کے بعد فارغ ہوئے تو پوچھا: کیا تم اس بات پر ہو؟ (یعنی اس بات پر بیعت کرتی ہو)۔ ایک عورت کے سوا کسی نے آپ کو جواب نہ دیا۔ اس نے کہا: ہاں، اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم، (راوی کا قول ہے کہ آپ نے ان کو وعظ و نصیحت کی اور صدقہ و خیرات کا حکم دیا) (راوی کا قول ہے: پھر بلال نے کپڑا پھیلا دیا اور کہا: آؤ۔ میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں)، پھر میں نے انھیں دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھ بڑھا بڑھا کر صدقہ کو (ایک روایت میں ہے کہ وہ چھلے اور انگوٹھیاں ڈالنے لگیں) بلال کے کپڑے میں ڈال رہی ہیں۔ پھر آپ بلال کے ہمراہ اپنے گھر چلے گئے)۔

یہاں بھی عورتوں کے ہاتھ صحابی کو نظر آ رہے ہیں اور رسول الله صلی الله علیہ وسلم منع نہیں کرتے

ابن حزم نے المحلی ج 2 ص ٢٤٨ میں بحث کی ہے کہ عورت کا چہرہ چھپانا امر ضروری نہیں ہے - وہاں اس حدیث کا ذکر کیا اور لکھا

فَهَذَا ابْنُ عَبَّاسٍ بِحَضْرَةِ رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - رَأَى أَيْدِيَهُنَّ؛ فَصَحَّ أَنَّ الْيَدَ مِنْ الْمَرْأَةِ، وَالْوَجْهَ: لَيْسَا عَوْرَةً،

بعض منکر روایات

مسلمان عورتوں کو سر پر دوپٹہ اور لباس پر جلباب (عبا) لینے کا حکم ہے – بعض لوگوں نے اپنے موقف کہ دور نبوی میں تمام عورتیں چہرہ کا پردہ کرتیں تھیں کے حق میں ضعیف روایات کا انبار جمع کیا جن کا یہاں ذکر کیا گیا ہے

آزاد مسلم عورت کے چہرے کے پردے کی دور رکاز قیاسی دلیلیں دی جاتی ہیں کہ

عورت فتنہ ہے[16]

چہرہ کھلا رکھنا بے حیائی ہے[17]

16

صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ امت کے مردوں پر سب سے بڑا فتنہ عورتین ہیں
راقم کہتا ہے اگر تمام مسلمان عورتیں دور نبوی میں چہرہ کا پردہ کر رہی تھیں تو فتنہ نہ ہوتیں - فتنہ تو اسی صورت ہے جب چہرہ کا پردہ نہ کیا جاتا ہو اور اس وجہ سے خدشہ ہو رہا تھا-
شرع میں مسلمان لونڈی پر پردہ کا حکم نہیں ہے – لونڈی بھی عورت ہے ہیجڑا نہیں ہے لہذا اس حدیث کو چہرہ کے پردہ کی دلیل میں پیش کرنا عبث ہے – ساتھ ہی یاد رکھنا چاہیے کہ بدصورت عورت کو اسلام میں جلباب کی پابندی سے آزاد نہیں کیا گیا ہے

17

چہرہ کا پردہ گزشتہ شریعتوں میں بھی نہیں تھا موسی علیہ السلام کی مدین پر کنواں پر شیخ مدین کی بیٹی چلتی ہوئی آئی قرآن میں ہے وہ حیا کے ساتھ چلتی آئیں
یعنی زینت کو چھپانے کا تعلق چہرے سے نہیں چال سے ہے

کیا ان آیات حجاب و جلباب و خمرہ سے پہلے مسلم عورتیں فتنہ نہ تھیں، جو پردہ نہ کرتیں تھیں کہ مرد مکمل کنٹرول رکھتے تھے بعد میں نہیں ؟ یاللعجب

صرف ایک آنکھ سے دیکھو؟

تفسیر ابن کثیر اور تفسیر الطبری کی ایک منقطع روایت بڑے شوق سے پیش کی جاتی ہے

حدثني عليّ، قال: ثنا أبو صالح قال ثني معاوية عن علي عن ابن عباس، قوله (يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لأزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلابِيبِهِنَّ) أمر الله نساء المؤمنين إذا خرجن من بيوتهن في حاجة أن يغطين وجوههن من فوق رءوسهن بالجلابيب ويبدين عينا واحدة.

عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَمَرَ اللَّهُ نِسَاءَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا خَرَجْنَ مِنْ بُيُوتِهِنَّ فِي حَاجَةٍ أَنْ يُغَطِّينَ وُجُوهَهُنَّ مِنْ فَوْقِ رُؤُوسِهِنَّ بِالْجَلَابِيبِ وَيُبْدِينَ عَيْنًا وَاحِدَةً

ابن عباس سے اللہ تعالی کے قول (يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لأزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلابِيبِهِنَّ) پر مروی ہے کہ انہوں نے کہا اللہ نے مومن عورتوں کو

راقم سوال کرتا ہے کہ کیا ایمانیات میں ستر کے اصول بدل سکتے ہیں ؟ نہیں! دین میں جو چیز پہلے دن سے حیا میں نہیں وہ بعد میں اس میں کیسے شامل ہو سکتی ہے؟ شرم و حیا ایمان کا حصہ ہے اور ایمان میں نسخ و منسوخ نہیں ہوتا
بخاری کی حدیث ہے انس رضی الله عنہ سے روایت ہے کہ
احد کی جنگ میں ، میں نے عائشہ بنت ابی بکر اور ام سلیم رضی اللہ عنہا کو دیکھا، ان دونوں نے اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اٹھایا ہوا تھا اور مجھے ان کی پازیب نظر آرہی تھی۔ وہ اپنی پیٹھوں پر پانی کے مشکیزے اٹھا کر تیزی سے لوگوں کے منہ میں انڈیل رہی تھیں، پھر وہ واپس جا کر مشکیزوں کو بھرتیں اور آکر ان کو لوگوں کے منہ میں انڈیلتیں
ام المومنین اور ام سلیم میدان جنگ میں تھیں اور دونوں نے اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اٹھایا ہوا تھا – دونوں خواتین شرم و حیا والی تھیں اور پنڈلی نظر انا بے حیائی میں سے نہیں ہے

حکم دیا کہ چہرہ ڈھانپ لیں اپنے سروں پر جلباب سے آنچل لیں اور صرف ایک آنکھ سے دیکھیں

راقم کہتا ہے راوی علی بن ابی طلحہ کا ابن عباس سے سماع ثابت نہیں دیکھئے جامع التحصيل اور میزان الاعتدال- كتاب جامع التحصيل في أحكام المراسيل از العلائي (المتوفى: 761ھ) کے مطابق

علي بن أبي طلحة قال دحيم لم يسمع التفسير من بن عباس وقال أبو حاتم علي بن أبي طلحة عن بن عباس مرسل

علی بن ابی طلحہ – دحیم کہتے ہیں اس نے ابن عباس سے تفسیر نہیں سنی اور ابو حاتم کہتے ہیں علی بن ابی طلحہ ابن عبّاس سے مرسل ہے[18]

تفسیر ابن ابی حاتم مكتبة نزار مصطفى الباز - المملكة العربية السعودية میں بلا سند قول ہے

18

اسی راوی علی بن ابی طلحہ کی سند سے تفسیر طبری میں ہے
حَدَّثَنِي عَلِيٌّ، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللَّهِ، قَالَ: ثني مُعَاوِيَةُ، عَنْ عَلِيٍّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَوْلُهُ: {وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا} [النور: 31] قَالَ: " وَالزِّينَةُ الظَّاهِرَةُ: الْوَجْهُ، وَكُحْلُ الْعَيْنِ، وَخِضَابُ الْكَفِّ، وَالْخَاتَمُ؛ فَهَذِهِ تَظْهَرُ فِي بَيْتِهَا لِمَنْ دَخَلَ مِنَ النَّاسِ عَلَيْهَا
ابن عباس نے کہا اس سے مراد بالیاں، کنگن، انگوٹھی، سرمہ اور منہدی ہے، یہ چیزیں اپنے گھر میں ان لوگوں کے سامنے ظاہر کرسکتی ہے جو اس کے پاس اندر آتے ہیں
اسی راوی علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے منسوب کیا کہ انہوں نے کہا
تفسیر طبری میں ہے حَدَّثَنِي عَلِيٌّ، قَالَ: ثنا أَبُو صَالِحٍ، قَالَ: ثني مُعَاوِيَةُ، عَنْ عَلِيٍّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَوْلُهُ: {وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا} [النور: 60] " وَهِيَ الْمَرْأَةُ، لَا جُنَاحَ عَلَيْهَا أَنْ تَجْلِسَ فِي بَيْتِهَا بِدِرْعٍ وَخِمَارٍ وَتَضَعَ عَنْهَا الْجِلْبَابَ مَا لَمْ تَتَبَرَّجْ لِمَا يَكْرَهُ اللَّهُ، وَهُوَ قَوْلُهُ: {فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَنْ يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ} [النور: 60] ثُمَّ قَالَ: {وَأَنْ يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَهُنَّ} [النور: 60] "
ایسی عورت پر گناہ نہیں کہ گھر میں قمیص اور دوپٹے کے ساتھ رہے اور بڑی چادر اتار دے، جب تک وہ زینت ظاہر نہ کرے، جسے ظاہر کرنا اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے

یہ اقوال ضعیف ہیں – راوی علی بن ابی طلحہ کا سماع ابن عباس سے ثابت نہیں ہے

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ رَضِيَ اللَّهُ، عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ عبيدة رضي الله،عَنْهُ، عَنْ هَذِهِ الْآيَةِ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ فَرَفَعَ مِلْحَفَةً كَانَتْ عَلَيْهِ فَقَنَّعَ بِهَا، وَغَطَّى رَأْسَهُ كُلَّهُ حَتَّى بَلَغَ الْحَاجِبَيْنِ وَغَطَّى وَجْهَهُ وَأَخْرَجَ عَيْنَهُ الْيُسْرَى مِنْ شِقِّ وَجْهِهِ وَالْأَيْسَرُ مِمَّا يَلِي الْعَيْنِ.

محمد بن سیرین نے عبیدہ بن سفیان سلمانی سے چادر کے اوڑھنے کا طریقہ معلوم کیا تو انھوں نے اپنی شال اٹھائی اورپہلے انھوں نے اپنے سر اور پیشانی کو اس طرح ڈھانکا کہ بھنویں تک چھپ گئیں، پھر اسی چادر سے اپنے چہرے کے بقیہ حصے کو اس طرح چھپایا کہ صرف داہنی آنکھ کھلی رہ گئی

اس قول کی سند نہیں ہے - باوجود تلاش کے اس قول کی سند کسی بھی مفسر و شارح حدیث کے ہاں راقم کو نہیں ملی- قابل غور ہے کہ مردوں کو اس طرح چادریں اوڑھ اوڑھ کر کیوں راویوں کو دکھانا پڑ رہا تھا کہ اصل پردہ کیا ہے – کیا قرن اول کے اختتام اور قرن دوم میں صحیح پردہ کا رواج نہ رہا تھا کہ سڑک پر چلتی عورتوں کو دیکھ لیا جاتا کہ کس قسم کا پردہ کرتیں ہیں ؟ یہ روایت مشکوک اس وجہ سے بھی ہے - کسی نے اپنا مدعا ابن سیرین سے منسوب کر دیا ہے

رسالة الحجاب (مطبوع مع رسالة الدماء الطبيعية للنساء) از وہابی عالم محمد بن صالح بن محمد العثيمين (المتوفى: 1421ھ) میں اس منقطع روایت کو بیان کیا گیا ہے اور دلیل لی گئی ہے

اسی تفسیر ابن ابی حاتم میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے منسوب قول ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الطِّهْرَانِيُّ فِيمَا كَتَبَ إلي حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أخبرنا مُعَمَّر، عن ابن خثيم، عن صفية بِنْت شَيْبَة، عن أم سَلَمَةَ قَالَتْ: لمّا نزلت هذه الآية يدنين عليهن من جلابيبهن خرج نساء الأنصار كأن على رؤوسهن الغربان من السكينة وعليهن أكسية سود يلبسنها

ام سلمہ فرماتی ہیں کہ جب قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی توانصار کی خواتین اپنے گھروں سے اس طرح نکلیں کہ گویا ان کے سر اس طرح بے حرکت تھے جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں اور ان کے اوپر کالا کپڑا تھا، جسکو وہ پہنی ہوئی تھیں

سند میں ابن خثیم سے مراد عبد الله بن عثمان بن خثیم ہے - یہ ضعیف ہے ابن معین نے اس کو لیس بالقوي ، قوی نہیں قرار دیا ہے- قال ابن معين: ليست أحاديثه قوية

قال عليّ بن المديني : ابن خثيم منكر الحديث

قال الدَّارَقُطْنِيّ: ضعيف

بعض لوگوں نے اس روایت کو جلباب کی تعریف قرار دے دیا ہے جبکہ قرآن قریش کی عربی زبان میں ہے اور مشرکین عرب میں جلباب کا مطلب چہرہ کا پردہ نہیں ہے

مریم علیہ السلام اپنی قوم کے پاس واپس پہنچیں تو قرآن میں ہے

فَأَتَتْ بِهِ قَوْمَهَا تَحْمِلُهُ ۖ قَالُوا يَا مَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا (٢٧

پس وہ (مریم) اس کو اٹھائے اس کے ساتھ اپنی قوم کے پاس آئی۔ انہوں نے کہا اے مریم تحقیق تو گھڑی ہوئی شے کے ساتھ آئی

مریم علیہ سلام کو انکی قوم نے پہچان لیا اگر ان کا چہرہ چھپا ہوتا یا صرف ایک آنکھ نظر آرہی ہوتی تو قوم ہرگز پہچان نہیں سکتی تھی کہ کون لڑکی ہے ؟

سورہ الذاریات میں ہے کہ فرشتوں نے جب زوجہ ابراہیم کو بیٹے و پوتے کی بشارت دی تو انہوں نے چہرہ یا ماتھا پیٹا

(28) فَأَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً ۖ قَالُوا لَا تَخَفْ ۖ وَبَشَّرُوهُ بِغُلَامٍ عَلِيمٍ

پھر ان سے خوف محسوس کیا، انہوں نے کہا تم ڈرو نہیں، اور انہوں نے اسے ایک دانش مند لڑکے کی خوشخبری دی۔

(29) فَأَقْبَلَتِ امْرَأَتُهُ فِي صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوزٌ عَقِيمٌ

پھر ان کی بیوی شور مچاتی ہوئی آگے بڑھی اور اپنا چہرہ پیٹا کر کہنے لگی کیا بڑھیا بانجھ جنے گی۔

اگر اجنبی مردوں (فرشتوں) کے سامنے حجاب ایسا ہوتا کہ صرف ایک آنکھ نظر اتی تو ماتھا / چہرہ پیٹنا ممکن نہ تھا

موسی علیہ السلام سے شیخ مدین کی بیٹی نے کلام کیا قرآن میں ہے

فجاءته إحداهما تمشي على استحياء

ان میں سے ایک حیا کے ساتھ چلتی ہوئی آئی

وہ بیبیاں چہرے کا پردہ نہ کرتی تھیں- یہ آیات مکی ہیں اور مکہ میں ان آیات کے بعد کسی مسلم عورت نے پردہ نہ کیا

شیطان عورت کو تاڑتا ہے؟

ایک دوسری روایت بھی پیش کی جاتی ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُوَرِّقٍ، عَنْ أَبِي الأَحْوَصِ عن عبد الله عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: " المراة عورة فإذا خرجت استشرفها الشيطان ". قال ابو عيسى: هذا حديث حسن غريب.

(سنن الترمذی ،حدیث نمبر: 1173)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورت شرم گاہ کی طرح ہے جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو تاکتا ہے

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔راقم کہتا ہے اس روایت کے الفاظ ایسے ہیں کہ یہ کلام نبوی نہیں ہو سکتا – سندا اس میں قتادہ مدلس کا عنعنہ ہے تو یہ صحیح کس طرح ہے ؟

اردو میں اس روایت کا ترجمہ کیا جاتا ہے عورت ستر ہے جبکہ ستر اور عورة دونوں عربی کے ہی الفاظ ہیں جن میں عورة کا لفظ خاص شرم گاہ کے لئے بولا جاتا ہے – یہ کلام نبوی ممکن نہیں ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں یہی روایت ہے جس میں اس کو موقوف ابن مسعود کے قول کے طور پر بیان کیا گیا ہے

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، ثنا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: «الْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ وَأَقْرَبُ مَا تَكُونُ مِنْ رَبِّهَا، إِذَا كَانَتْ فِي قَعْرِ بَيْتِهَا، فَإِذَا خَرَجَتِ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ

لگتا ہے ترمذی کی روایت میں أَبِي الْأَحْوَصِ عوف بن مالك الجشمي کی غلطی ہے انہوں نے ابن مسعود سے منسوب قول کو مرفوع بیان کیا ہے - راقم سمجھتا ہے کہ یہ کلام ان مسعود بھی نہیں ہے - شیطان تو اس دنیا میں شروع سے ہے جبکہ جلباب کا حکم صرف امت مصطفی کے لئے نازل ہوا ہے

شعيب الأرنؤوط صحيح ابن حبان مؤسسة الرسالة - بيروت پر تعليق میں اس کو منقطع روایت کہتے ہیں

صحیح بخاری کی ایک حدیث سے استنباط کیا جاتا ہے

عن ابي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم اشد حياء من العذراء في خدرها

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ شرمیلے اور حیاء والے تھے۔

جبکہ اس کا ترجمہ ہے چھپا کر رکھی جانے والی کنواریوں سے بھی زیادہ حیا دار تھے- اس میں چہرے کے پردے کی دلیل نہیں ہے حیا کا ذکر ہے

گھر میں نماز مسجد سے افضل ہے؟

مسند احمد میں ح ٢٧٠٩٠ ہے

حَدَّثَنَا هَارُونُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سُوَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ عَمَّتِهِ أُمِّ حُمَيْدٍ امْرَأَةِ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ، أَنَّهَا جَاءَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي أُحِبُّ الصَّلَاةَ مَعَكَ، قَالَ: " قَدْ عَلِمْتُ أَنَّكِ تُحِبِّينَ الصَّلَاةَ مَعِي، وَصَلَاتُكِ فِي بَيْتِكِ خَيْرٌ لَكِ مِنْ صَلَاتِكِ فِي حُجْرَتِكِ، وَصَلَاتُكِ فِي حُجْرَتِكِ خَيْرٌ مِنْ صَلَاتِكِ فِي دَارِكِ، وَصَلَاتُكِ فِي دَارِكِ خَيْرٌ لَكِ (1) مِنْ صَلَاتِكِ فِي مَسْجِدِ قَوْمِكِ، وَصَلَاتُكِ فِي مَسْجِدِ قَوْمِكِ خَيْرٌ لَكِ (1) مِنْ صَلَاتِكِ فِي

مَسْجِدِي "، قَالَ: فَأَمَرَتْ فَبُنِيَ لَهَا مَسْجِدٌ فِي أَقْصَى شَيْءٍ مِنْ بَيْتِهَا وَأَظْلَمِهِ، فَكَانَتْ تُصَلِّي (2) فِيهِ حَتَّى لَقِيَتِ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ

ایک صحابیہ ام حمید ساعدیہ رضی اللہ عنہا ، رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ: یارسول اللہ! میری پسند یہ ہے کہ میں آپ کے ساتھ نماز ادا کروں، تو آپ ا نے ارشاد فرمایا:میں نے سمجھ لیا کہ تو نماز میرے ساتھ پڑھنا چاہتی ہے ، تیری نماز تیرے گھر کی کوٹھری میں افضل ہے گھر کے دالان سے، اور دالان میں تیری نماز افضل ہے عام صحن کی نماز سے اور عام صحن کی نماز افضل ہے، مسجد محلہ میں نماز پڑھنے سے، اور محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنا افضل ہے میری مسجد میں نماز پڑھنے سے

یہ روایت منکر ہے کیونکہ دور نبوی میں بھی مدینہ کی عورتیں مسجد النبی میں ہی آ کر نماز پڑھتی تھیں چاہے فجر کی نماز ہو

سند میں عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سُوَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ کوئی تابعی مجھول ہے - امام بخاری ے تاریخ الکبیر میں اس نام کے دو ترجمہ قائم کیے ہیں اور ایک میں صحابی کا ذکر ہے اور ایک میں اس راوی کا - اس طرح واضح کیا کہ دو الگ افراد ہیں

اس شخص پر کلمہ تعدیل موجود نہیں ہے لہذا یہ مجھول ہے

کتاب انیس الساری کے محقق نبيل بن مَنصور بن يَعقوب البصارة کہتے ہیں

قلت: ترجمه البخاري وابن أبي حاتم في كتابيهما ولم يذكرا فيه جرحا ولا تعديلا، وذكره ابن حبان في "الثقات" على قاعدته، ولم يذكر عنه راويا إلا داود بن قيس فهو مجهول

میں نبیل کہتا ہوں عبد الله بن سويد الأنصاري کا ترجمہ امام بخاری و امام ابن ابی حاتم نے قائم کیا اور اس پر نہ کلمہ تعدیل ہے نہ جرح اور ابن حبان نے اس کا ذکر ثقات میں اپنے قاعدہ پر کر دیا ہے اور اس سے سوائے داود بن قیس کے کوئی اور روایت نہیں کرتا لہذا یہ مجھول ہے

صحیح بخاری باب كتاب الصلاة باب في كم تصلي المرأة من الثياب ح ٣٧٢ کی روایت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے

كان رسول الله صلى الله عليه وسلّم، يصلي الفجر فيشهد معه نساء من المؤمنات متلفعات بمروطهن ثم يرجعن إلى بيوتهن ما يعرفهن أحد من الغلس

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر ادا کرتے تو آپ کے ساتھ مومن عورتیں بھی اپنی چادریں لپیٹ کر نماز میں شامل ہوتیں، اور پھر وہ اپنے گھروں کو واپس ہوتی تو اندھیرا ہونے کی بنا پر انہیں کوئی بھی نہیں پہچانتا تھا

اس کا مطلب ہے کہ عام عورتوں کا چہرے کا پردہ نہیں کیا جاتا تھا ورنہ روشنی ہونے پر لوگ ان کو دیکھ کر پہچان جاتے

عبد الرحمان کیلانی کتاب احکام ستر و حجاب میں البانی کے رد میں کہتے ہیں

دلیل نمبر4: عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

«عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنَّ نِسَاءِ الْمُؤْمِنَاتِ يَشْهدْنَ مَعَ النَّبِيِّ صَلٰوةِ الْفَجْرِ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوْطِهِنَّ ثُمَّ يَنْقَلِبْنَ إِلٰى بُيُوْتِهِنَّ حِيْنَ يَقْضِيْنَ الصَّلٰوةَ لَا يَعْرِفْنَ مِنَ الْغَلَسِ» (رسالہ مذکور ص ۵۳)

ہم مومن عورتیں نبی ﷺ کے ساتھ صبح کی نماز اس حالت میں ادا کرتیں کہ ہمارے سر چادروں سے ڈھکے ہوتے تھے پھر جب ہم نماز کی ادائیگی کے بعد اپنے گھروں کو واپس آتیں تو اندھیرے کی وجہ سے پہچانی نہ جا سکتی تھیں۔"

اس حدیث سے صاحب موصوف نے حواشی میں یہ نتیجہ پیش فرمایا ہے کہ "اگر اندھیرا نہ ہوتا تو وہ پہچانی جاتیں اور چونکہ پہچانا چہرہ ہی جا سکتا ہے جو کھلا ہوتا تھا۔ تو یہی ہمارا مطلوب ہے جو ثابت ہو گیا۔

اب دیکھئے اس ثبوت میں جتنی جان ہے۔ وہ آپ کے سامنے ہے حالانکہ نتیجہ اس کے بالکل برعکس نکلتا ہے۔ چہرہ کو چھپانے کی ضرورت تو تب ہوتی ہے جب وہ نظر آ سکتا ہو۔ پھر جب اندھیرا اتنا گہرا ہو کہ چہرہ پہچانا ہی نہ جا سکتا ہو۔ تو کپڑے سے چہرہ ڈھانپنے کی ضرورت ہی کیا رہ جاتی ہے؟ پھر یہ روایت بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جو:

عورتیں تمام نمازوں میں شامل ہوتیں تھیں اور یہاں فجر کا ذکر کیا گیا ہے کہ وہ اندھیرے کی وجہ سے پہچانی نہیں جاتیں تھیں یعنی بقیہ نمازوں میں پہچان لی جاتی تھیں -

پھر مزید انکشاف کرتے ہیں

(4) اس حدیث سے البتہ یہ بات ضرور ثابت ہو جاتی ہے۔ کہ عورتوں کو صرف اندھیرے کی

نمازوں میں مسجد جانے کی اجازت دی جاتی تھی۔ جیسا کہ امام بخاری نے اس کی وضاحت بھی کر دی ہے۔ اگر چہرہ کا پردہ ضروری نہیں تو دن کی نمازوں میں عورتوں کو کیوں اجازت نہیں دی گئی؟ (واضح رہے کہ جمعہ اور عیدین کی نمازیں مستثنیات میں ہیں)

راقم کہتا ہے عورتوں کو صرف نماز مغرب ، عشاء اور فجر میں مسجد جانے کی اجازت تھی معلوم نہیں کہاں سے موصوف نے نکالا ہے ؟ کسی بھی نماز میں عورتوں پر پابندی نہ تھی[19]

19

صحیح بخاری حدیث نمبر: 873 کتاب: اذان کے مسائل کے بیان میں

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَأْذَنَتْ امْرَأَةُ أَحَدِكُمْ فَلَا يَمْنَعْهَا

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، ان سے معمر نے، ان کے زہری نے، ان سے سالم بن عبداللہ بن عمر نے، ان سے ان سے باپ نے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کی بیوی (نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں آنے کی) اس سے اجازت مانگے تو شوہر کو چاہیے کہ اس کو نہ روکے۔

صحیح بخاری میں موجود ہے

عن أمّ سلمۃ رضی اللہ عنہا قالت: کان یسلّم فینصرف النّسا٫، فیدخلن بیوتھن من قبل أن ینصرف رسول اللہ صلّی اللہ علیہ و سلّم۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و سلم نماز سے سلام پھیرتے تو عورتیں فوراً واپس جا کر (مقتدیوں کی طرف) آپ کے چہرہ مبارک پھیرنے سے پہلے اپنے گھروں میں داخل ہو جاتیں

عورتیں پہلے مسجد سے نکلتیں تاکہ مردوں کے ساتھ مل نہ جائیں- ظاہر ہے یہ سب نمازوں میں ہوتا ہو گا

صحیح مسلم: ۴۴۲ میں ہے

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم: ائذنواللنّساء باللّیل الی المساجد، فقال لہ ابن لہ، یقال لہ واقد: اذن یتخذن لہ دغلا، قال: فضرب فی صدرہ وقال: أحدّثک عن رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم وتقول: لا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتےہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، (اگر عورتیں اجازت مانگیں تو) اپنی عورتوں کو رات کے وقت مسجدوں میں جانے کی اجازت دو، ابن عمر رضی اللہ عنہما کے واقد نامی بیٹے نے کہا، (میں تو اجازت نہیں دوں گا) وہ تو اس کام کو خرابی (کاحیلہ) بنا لیں گی، آپ نے اس کے سینے پر مارا اور فرمایا، میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنا رہا ہوں اور تو کہتا ہے کہ (میں ان کو اجازت) نہیں (دوں گا)۔

دوسری حدیث ہے

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال: کانت امرأۃ لعمر تشھد صلاۃ الصّبح والعشاء فی الجماعۃ فی المسجد، فقیل لھا: لم تخرجین و قد تعلمین أنّ عمر یکرہ ذلک ویغار؟ قالت: و ما یمنعنہ أن ینھانی؟ قال: یمنعہ قول رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم: لا تمنعوا اماء اللہ مساجد اللہ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ کی ایک زوجہ صبح اور عشاء کی نماز مسجد میں جا کر جماعت کے ساتھ ادا کرتی تھیں، ان سے پوچھا گیا، آپ کیوں (مسجد کی طرف) نکلتیں ہیں، حالانکہ آپ جانتی بھی ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ اس کام کو پسند نہیں کرتے اور غیرت کھاتے ہیں؟ وہ کہنے لگیں، ان کو کون سی چیز مانع ہے کہ وہ

سنن ابو داود ٥٢٧٢ میں ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي الْيَمَانِ، عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَبِي عَمْرِو بْنِ حِمَاسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: وَهُوَ خَارِجٌ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاخْتَلَطَ الرِّجَالُ مَعَ النِّسَاءِ فِي الطَّرِيقِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلنِّسَاءِ: «اسْتَأْخِرْنَ، فَإِنَّهُ لَيْسَ لَكُنَّ أَنْ تَحْقُقْنَ الطَّرِيقَ عَلَيْكُنَّ بِحَافَّاتِ الطَّرِيقِ» فَكَانَتِ الْمَرْأَةُ تَلْتَصِقُ بِالْجِدَارِ حَتَّى إِنَّ ثَوْبَهَا لَيَتَعَلَّقُ بِالْجِدَارِ مِنْ لُصُوقِهَا بِهِ

حمزه بن ابو اسید انصاری عن ابیہ کے طریق سے حدیث روایت کي ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے باپ نے بیان کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے نکلے تو راہ میں مرد عورتوں کے ساتھ مل گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو فرمایا تم ذرا پیچھے ہٹ جاؤ بعد میں آنا، کیونکہ تمہیں راہ کے درمیان چلنے کا حق نہیں، تم راستے کی کناروں کی طرف ہو کر چلا کر، تو عورت بالکل دیوار کے ساتھ ہو کر چلتی حتی کہ دیوار کے ساتھ چپك کر چلنے کی وجہ سے اس کے کپڑے دیوار کے ساتھ اٹك جاتے

مجھے منع نہیں کرتے؟ کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ تم اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مسجدوں سے نہ روکو۔

(صحیح بخاری: ٨٥٨، صحیح مسلم: ۴۴۳ مختصراً)

المحلی میں ابن حزم لکھتے ہیں

وقد اتّفق أهل الأرض أنّ رسول الله صلّى الله عليه وسلّم لم يمنع النّساء قطّ الصّلاة معه فى مسجده الى أن مات عليه السّلام ولا الخلفاء الرّاشدون بعده

زمین والوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات تک عورتوں کو مسجد میں آنے سے کبھی نہیں روکا، نہ ہی خلفائے راشدین نے آپ کے بعد یہ کام کیا

صحیح ابن حبان کی تعلیق میں شعيب الأرنؤوط اس حدیث کو ضعیف قرار دیتے ہیں

وهذا إسناد ضعيف. أبو اليمان مستور وشداد بن أبي عمرو مجهول

متمنی شادی کا شکل دیکھنا

چہرے کے پردے کی دلیل میں روایت پیش کی جاتی ہے

جب تم میں سے کوئی شخص بھی کسی عورت کو شادی کا پیغام بھیجے   تو اس کے لیے اسے دیکھنے میں کوئی گناہ نہیں، اگر وہ اسے شادی کی غرض سے دیکھنا چاہتا ہو، چاہے وہ عورت کی لاعلمی میں ہی اسے دیکھ لے

اس کے بارے میں کہا جاتا ہے اس سے مراد عورت کی زینت دیکھنا ہے اور نبی نے اس کا حکم دیا ہے- کہا جاتا ہے کہ ہر کوئی جانتا ہے کہ شادی کا پیغام دینے والے شخص کا مقصد خوبصورتی حاصل کرنا ہے[20]-

دوسری طرف قرآن میں موجود ہے کہ حسین عورت کا نبی کو علم ہو تو وہ اس سے شادی نہیں کر سکتے - سوره الاحزاب ٥٢ میں ہے

لَّا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِن بَعْدُ وَلَا أَن تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيبًا

اس کے بعد تمہارے لیے دوسری عورتیں حلال نہیں ہیں، اور نہ اس کی اجازت ہے کہ ان کی جگہ اور بیویاں لے آؤ خواہ اُن کا حسن تمہیں کتنا ہی پسند ہو، البتہ لونڈیوں کی تمہیں اجازت ہے اللہ ہر چیز پر نگران ہے

20

اصلا یہ کلام محمد بن صالح بن محمد العثيمين (المتوفى: 1421هـ) کا کتاب رسالة الحجاب میں ہے

أن كل أحد يعلم أن مقصود الخاطب المريد للجمال إنما هو جمال الوجه وما سواه تبع لا يقصد غالباً.

ظاہر ہے چہرہ کھلا ہو گا تبھی حسن پسند آئے گا ، صرف کسی کے کہہ دینے سے کہ فلاں حسین ہے حسن و جمال کا علم نہیں ہو جاتا - سنن ابن ماجہ 1866 اور مسند احمد 18137 میں ہے کہ صحابی کو شکل دیکھنے میں مشکل ہوئی

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَبِي الرَّبِيعِ، أخبرنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِي، عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُزَنِي عَنْ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - ، فَذَكَرْتُ لَهُ امْرَأَةً أَخْطُبُهَا فَقَالَ: "اذْهَبْ فَانْظُرْ إِلَيْهَا، فَإِنَّهُ أَجْدَرُ أَنْ يُؤْدَمَ بَيْنَكُمَا" فَأَتَيْتُ امْرَأَةً مِنْ الْأَنْصَارِ، فَخَطَبْتُهَا إِلَى أَبَوَيْهَا، وَأَخْبَرْتُهُمَا بِقَوْلِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -، فَكَأَنَّهُمَا كَرِهَا ذَلِكَ، قَالَ: فَسَمِعَتْ ذَلِكَ الْمَرْأَةُ، وَهِيَ فِي خِدْرِهَا، فَقَالَتْ: إِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَمَرَكَ أَنْ تَنْظُرَ، فَانْظُرْ، وَإِلَّا فَأَنْشُدُكَ، كَأَنَّهَا أَعْظَمَتْ ذَلِكَ، قَالَ: فَنَظَرْتُ إِلَيْهَا فَتَزَوَّجْتُهَا. فَذَكَرَ مِنْ مُوَافَقَتِهَا

الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ نے کہا میں اللہ کے رسول کے پاس آیا اور میں نے آپ کے سامنے ایک عورت کا تذکرہ کیا جس سے میں منگنی کرنا چاہتا تھا تو آپ نے فرمایا: ''جا کر پہلے اس کو (ایک نظر) دیکھ لو، یہ بات تمہارے مابین محبت کا باعث ہو گی۔'' میں انصار کی ایک عورت کے پاس آیا تو میں نے اس کے والدین سے نکاح کی بات کی اور انہیں اللہ کے رسول کے قول کے بارے میں بتایا۔ والدین نے لڑکی کے دیکھنے کو ناپسند کیا۔ مغیرہ فرماتے ہیں کہ اس عورت نے میری بات سن لی اور وہ پردے میں کھڑی تھی۔ اس لڑکی نے کہا کہ اگر اللہ کے رسول نے تمہیں حکم دیا ہے کہ تم دیکھ لو' اور اگر ایسا نہیں ہے تو میں اللہ کی قسم کھاتی ہوں کہ ایسا نہ کرنا۔ گویا اس عورت نے اللہ کے رسول کے فرمان کو بڑا جانا۔ مغیرہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس عورت کو دیکھا اور پھر بعد میں اس سے نکاح کر لیا

اس کی سند منقطع ہے – امام ابن معین کے مطابق راوی بکر بن عبد الله المزني کا سماع مغیرة رضی اللہ عنہ سے نہیں ہے- راوی کا مقصد اغلبا متعہ کی خبر دینا ہے[21]

21

اسی سند سے سنن سعید بن منصور میں ہے

حَدَّثَنَا سَعِيدٌ قَالَ: نا أَبُو شِهَابٍ، عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ، عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُزَنِيِّ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبَرْتُهُ أَنِّي خَطَبْتُ امْرَأَةً، فَقَالَ: «هَلْ رَأَيْتَهَا» ؟ قُلْتُ: لَا. قَالَ: «فَانْظُرْ إِلَيْهَا؛ فَإِنَّهُ أَحْرَى أَنْ يُؤْدَمَ بَيْنَكُمَا» . قَالَ: فَأَتَيْتُهُمْ فَأَخْبَرْتُهُمْ بِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ

منتخب مسند عبد میں ہے

أنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أنا مَعْمَرٌ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ أَرَادَ أَنْ يَتَزَوَّجَ امْرَأَةً، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اذْهَبْ فَانْظُرْ إِلَيْهَا؛ فَإِنَّهُ أَحْرَى أن يؤدم بينكما". قال: فتزوجها، فذكر من موافقتها.

اس سے معلوم ہوا کہ دیکھ لو کا حکم دیا گیا تھا البتہ اس واقعہ کی جزیات مکمل صحیح سند سے معلوم نہیں ہیں

سنن ابن ماجہ 1864 میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ عَمِّهِ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ، قَالَ: خَطَبْتُ امْرَأَةً، فَجَعَلْتُ أَتَخَبَّأُ لَهَا، حَتَّى نَظَرْتُ إِلَيْهَا فِي نَخْلٍ لَهَا، فَقِيلَ لَهُ: أَتَفْعَلُ هَذَا وَأَنْتَ صَاحِبُ رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -؟ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يَقُولُ: "إِذَا أَلْقَى اللَّهُ فِي قَلْبِ امْرِئٍ خِطْبَةَ امْرَأَةٍ، فَلَا بَأْسَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَيْهَا

محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ ثے مروی ہے کہ میں نے ایک عورت کی طرف نکاح کا پیغام بھیجا اور میں اس کو چوری چھپے دیکھنے کی کوشش کرنے لگ گیا حتیٰ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهَا أَبُوهَا، فَسَكَتَا، فَقَالَتِ الْمَرْأَةُ: إِنِّي أُحَرِّجُ عَلَيْكَ إِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَأْمُرْكَ أَنْ تَنْظُرَ إِلَيَّ، وَإِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَكَ أَنْ تَنْظُرَ إِلَيَّ لَمَا نَظَرْتَ. وَرَفَعَتِ السِّجْفَ، فَنَظَرْتُ إِلَيْهَا فَتَزَوَّجْتُهَا، فَمَا نَزَلَتْ مِنِّي امْرَأَةٌ قَطُّ بِمَنْزِلَتِهَا، وَقَدْ تَزَوَّجْتُ " سَبْعِينَ امْرَأَةً أَوْ بِضْعَةً وَسَبْعِينَ

اس روایت کے آخر میں ہے

وَقَدْ تَزَوَّجْتُ سَبْعِينَ امْرَأَةً أَوْ بِضْعَةً وَسَبْعِينَ

مغیرہ نے کہا میں نے ستر یا ستر کے قریب عورتوں سے نکاح کیا

راقم کہتا ہے یہ متعہ کی خبر ہے

کوئی آدمی شادی کی غرض سے کسی عورت کو دیکھے تو بغوی نے شرح السنة میں ذکر کیا کہ

وَقَالَ الْأَوْزَاعِيّ: لَا ينظر إِلا إِلَى وَجهها.

الْأَوْزَاعِيّ نے کہا اس کا چہرہ نہ دیکھے

کہ ایک دن وہ عورت اپنے باغ میں گئی تو میں نے (موقع پا کر) اس کو دیکھ لیا تو مجھ سے لوگوں نے کہا:آپ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہو کر ایسا کرتے ہیں؟ تو میں نے کہا کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے جب کسی مرد کا کسی عورت سے شادی کا ارادہ ہو تو اس کی طرف دیکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے

چار محقق شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد - محمَّد كامل قره بللي - عَبد اللّطيف حرز الله کہتے ہیں سند ضعیف ہے

إسناده ضعيف لجهالة حال محمَّد بن سليمان - وهو ابن أبي حثمة، وحجاج -وهو ابن أرطأة- مدلس وقد عنعنه. وقد اختلف فيه على حجاج بن أرطأة

بعض لوگ چہرہ کے پردہ پر روایات پیش کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے آنکھیں زنا کرتی ہیں، اور ان کا زنا دیکھنا ہے اور شرمگاہ اس کی تصدیق کرتی ہے، یا پھر تکذیب کر دیتی ہے

راقم کہتا ہے منگیتر کو دیکھنے کے بعد بھی احتلام ہو سکتا ہے، جس کی اجازت ہے لہذا یہ غیر متعلق روایت ہے ، اس کا تعلق بے حیائی سے ہے – حیا ایمان میں سے ہے اور مومن عورتیں اس وقت بھی حیا و ایمان والیاں تھیں جب پردہ کا کوئی حکم نازل نہ ہوا تھا

صحیح بخاری میں موجود ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت بھی کو دیکھا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح کا کوئی ارادہ تک نہ تھا - صحیح بخاری حدیث نمبر: 5132 کتاب: نکاح کے مسائل کا بیان باب: عورت کا ولی خود اس سے نکاح کرنا... میں ہے

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُلُوسًا فَجَاءَتْهُ امْرَأَةٌ تَعْرِضُ نَفْسَهَا عَلَيْهِ فَخَفَّضَ فِيهَا النَّظَرَ وَرَفَعَهُ فَلَمْ يُرِدْهَا فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ زَوِّجْنِيهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ أَعِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ مَا عِنْدِي مِنْ شَيْءٍ قَالَ وَلَا خَاتَمٌ مِنْ حَدِيدٍ قَالَ وَلَا خَاتَمٌ مِنْ حَدِيدٍ وَلَكِنْ أَشُقُّ بُرْدَتِي هَذِهِ فَأُعْطِيهَا النِّصْفَ وَآخُذُ النِّصْفَ قَالَ لَا هَلْ مَعَكَ مِنْ الْقُرْآنِ شَيْءٌ قَالَ نَعَمْ قَالَ اذْهَبْ فَقَدْ زَوَّجْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنْ الْقُرْآنِ

ہم سے احمد بن مقدام نے بیان کیا ، کہا ہم سے فضیل بن سلیمان نے بیان کیا ، کہا ہم سے ابو حازم نے بیان کیا ، کہا ہم سے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیاکہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک خاتون آئیں اور اپنے آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پیش کیا ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نظر نیچی اوپر کر کے دیکھا اور کوئی جواب نہیں دیا پھر آپ کے صحابہ میں سے ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ ! ان کا نکاح مجھ سے کرادیجئے ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا ، تمہارے پاس کوئی چیز ہے ؟ انہوں نے عرض کیا کہ میرے پاس تو کچھ نہیں ۔ نبی صلی علیہ وسلم نے دریافت فرمایا لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں ؟ انہوں نے عرض کیا کہ لوہے کی ایک انگوٹھی بھی نہیں ہے ۔ البتہ میں اپنی یہ چادرپھاڑ کے آدھی انہیں دے دوں‌گا اور آدھی خود رکھوں‌گا ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ، تمہارے پاس کچھ قرآن بھی ہے ؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہے ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر جاؤ میں نے تمہارا نکاح ان سے اس قرآن مجید کی وجہ سے کیا جو تمہارے ساتھ ہے ۔

الموسوعة الفقهية الكويتية ج ٤٠ ص ٣٤٢ میں اس روایت سے میں دلیل لی گئی ہے کہ اجنبی عورت کا چہرہ و ہاتھ چھپانے کے لئے نہیں ہیں ، مرد ان کو دیکھ سکتا ہے

وَالْحَدِيثُ فِيهِ دَلاَلَةٌ عَلَى أَنَّ الْوَجْهَ وَالْكَفَّيْنِ مِنَ الْمَرْأَةِ الأْجْنَبِيَّةِ لَيْسَا بِعَوْرَةٍ، وَأَنَّ لِلرَّجُل أَنْ يَنْظُرَ إِلَيْهِمَا

مسند ابو یعلی میں ہے

فَصَعَّدَ الْبَصَرَ فِيهَا وَصَوَّبَهُ اس پر نظر ڈالی

عبد الرحمان کیلانی نے اس حدیث پر تبصرہ کیا

> ((باب: 4)) چہرے اور ہاتھوں کا پردہ   72
>
> فریقین کو ایک دوسرے کو دیکھنے کی اجازت ہی نہیں دی گئی بلکہ حضور ﷺ نے اسے ایک مستحسن فعل قرار دیا ہے۔ جیسا کہ ہم پہلے ایسی دو احادیث ذکر کر آئے ہیں۔ پھر یہ کیسے ممکن تھا کہ آپ خود اس پر عمل نہ کرتے۔ وہ عورت جو آپ کے نکاح میں آنے کی خواہش مند تھی۔ جب تک آپ اس کا چہرہ نہ دیکھتے۔ یا وہ عورت آپ کو اپنا چہرہ نہ دکھاتی آپ اس کے متعلق کوئی فیصلہ کیسے کر سکتے تھے؟

عبد الرحمان کیلانی نے متن کو غور سے نہیں دیکھا -صحیح بخاری میں موجود ہے کہ نبی نے فرمایا

فَقالَ: «مَا لِي فِي النِّسَاءِ مِنْ حَاجَةٍ

مجھے عورت کی حاجت نہیں ہے

یہ نہیں کہا کہ تم پسند نہیں آئیں- ضرورت و پسند میں فرق ہے – رسول اللہ کا فیصلہ ضرورت کے تحت ہے – عورت کو نا پسند کرنے یا اس کے غیر حسین ہونے کی وجہ سے نہیں ہے - دوسری حدیث ۵۸۷۱ میں ہے کہ اس صورت حال پر ایک صحابی نے کہا

فَقالَ رَجُلٌ: زَوِّجْنِيهَا إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ،

میری شادی اس سے کر دیں اگر آپ کو ضرورت نہیں

یہاں ان صحابی کو یہ عورت پسند آئی تو یقینا یہ خوبصورت ہو گی اور پردہ نہ کر رہی ہو گی – وہی بات ہو گی کہ جس سے شادی کرنا چاہو اس کو دیکھ لو – صحابی نے دیکھا ، پسند کیا اور طلب کیا

ایک صحابیہ کا قصہ

قصہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک صحابیہ اپنے شہید بیٹے کا حال معلوم کرنے کے لئے رسول اللہ کے پاس آئی تو گھونگھٹ کئے ہوئے تھی، ایک صحابی نے کہا کہ: پوچھنے

حال آئی ہو اور نقاب پوش ہو کر؟ وہ بولی: میں نے اپنے بیٹے کو کھو دیا ہے، حیا کو تو نہیں کھویا۔

فقال لها بعض أصحاب النبيﷺ جئتِ تسألين عن ابنک وأنت منتقبة فقالت إن أُرزا ابنى فلن أرزأ حيائي (ابو داؤد)

مکمل سند ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَلَّامٍ ، حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ ، عَنْ فَرَجِ بْنِ فَضَالَةَ ، عَنْ عَبْدِ الْخَبِيرِ بْنِ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ جَدِّهِ ، قَالَ : جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لَهَا أُمُّ خَلَّادٍ وَهِيَ مُنْتَقِبَةٌ ، تَسْأَلُ عَنِ ابْنِهَا ، وَهُوَ مَقْتُولٌ ، فَقَالَ لَهَا بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : جِئْتِ تَسْأَلِينَ عَنِ ابْنِكِ وَأَنْتِ مُنْتَقِبَةٌ ؟ فَقَالَتْ : إِنْ أُرْزَأَ ابْنِي فَلَنْ أُرْزَأَ حَيَائِي ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ابْنُكِ لَهُ أَجْرُ شَهِيدَيْنِ ، قَالَتْ : وَلِمَ ذَاكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ؟ قَالَ : لِأَنَّهُ قَتَلَهُ أَهْلُ الْكِتَابِ

سند ضعیف ہے- سند میں فرج بن فضالہ مجروح ہے

ضعيف، قال الدّارقطني: يروى عن يحيى بن سعيد أحاديث لا يتابع عليها (السنن الكبرى: 6/ 38).

ضعيف في الحديث (السنن الكبرى: 7/ 317).

"مضعف". "التلخيص" (4/ 29). "أحد الضعفاء". "التعجيل" (1/ 611).

"معروف بالضعف". "التعجيل" (2/ 113)، و"الإيثار" (72).

ضعيف". "التلخيص" (1/ 75، 82، 112، 113، 2/ 172)، و"الفتح" (2/ 418)، و"التعجيل" (2/ 55)، و"الإصابة" (8/ 478)، " و"المطالب" (1/ 311، 2/ 388)، و"الإيثار" (75). "ضعيف جدًا". "التلخيص" (4/ 333).

"ضعيف جدًا، قال البخاري: منكر الحديث". "التلخيص" (2/ 485).

"ساقط". "الكشاف" (2/ 131).

مہندی کا حکم

سنن ابو داود ٤١٦٦ میں ہے

حدَّثنا محمدُ بنُ محمدُ الصُّوريُّ، حدَّثنا خالدُ بنُ عبدِ الرحمن، حدَّثنا مُطيعُ بنُ ميمون، عن صفيةَ بنتِ عصْمةَ عن عائشةَ قالت: أوْمتِ امرأةٌ مِنْ وراءِ سِتْرٍ بيدِهَا كتابٌ إلى رسولِ الله -صلَّى الله عليه وسلم -، فقبضَ النبيُّ -صلَّى الله عليه وسلم- يَدَه، فقال: "ما أدرِي أيَدُ رجُلٍ أم يَدُ امرأةِ" قالت: بل امرأة، قال: "لو كُنْتِ امرأةً لغيَّرتِ أظفاركِ" يعني بالحناءِ

عائشہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے پردے کے پیچھے سے ایک خط رسول اللہ صلَّى الله عليه وسلم کو دیا تو آپ نے اپنے ہاتھوں کو سمیٹ لیا اور فرمایا:’’مجھے معلوم نہیں کہ یہ مرد کا ہاتھ ہے یا عورت کا ہاتھ ہے‘‘۔ تو اس عورت نے کہا کہ میں عورت ہوں۔ اس پر آپ صلَّى الله عليه وسلمنے فرمایا: تو اگر عورت ہے تو اپنے ناخنوں میں مہندی لگا تا کہ مرد اور عورت میں فرق ہوسکے

شعَيب الأرنؤوط - محَمَّد كامِل قره بللي کہتے ہیں

إسناده ضعيف لضعف مطيع بن ميمون العنبري، وجهالة صفية بنت عصمة.

مطيع بن ميمون العنبري ضعيف ہے اور صفية بنت عصمة مجہول ہے

راویوں کی تہمتیں

بعض راویوں نے صحابیات کے باریک لباس کا ذکر کیا ہے – یہ روایات منکر ہیں

چہرہ کے پردہ کی بحث میں ایک غیر متعلق روایت کا ذکر کیا جاتا ہے جس میں جسم کا ذکر ہے نہ کہ چہرہ کا - کہا جاتا ہے کہ عورت کا پورا جسم ستر ہے اور أبو داود كي روایت پیش کی جاتی ہے اسماء رضی اللہ عنہا ایک باریک لباس پہن کر آئیں

حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ كَعْبٍ الْأَنْطَاكِيُّ، وَمُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ الْحَرَّانِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ بَشِيرٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ خَالِدٍ، قَالَ: يَعْقُوبُ ابْنُ دُرَيْكٍ: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ، دَخَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهَا ثِيَابٌ رِقَاقٌ، فَأَعْرَضَ عَنْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ: «يَا أَسْمَاءُ، إِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا بَلَغَتِ الْمَحِيضَ لَمْ تَصْلُحْ أَنْ يُرَى مِنْهَا إِلَّا هَذَا وَهَذَا» وَأَشَارَ إِلَى وَجْهِهِ وَكَفَّيْهِ «قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «هَذَا مُرْسَلٌ، خَالِدُ بْنُ دُرَيْكٍ لَمْ يُدْرِكْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا

يَعْقُوبُ ابْنُ دُرَيْكٍ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ اسماء ایک باریک لباس پہنے ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں تو رسول اللہ نے ان پر سے منہ موڑ لیا اور فرمایا کہ جب عورت کو حیض آنے لگے تو صرف یہ اور یہ نظر آنا چاہیے اور اپنے چہرے اور ہاتھ کی طرف اشارہ کیا

ابو داود نے خود اس روایت کو ضعیف کر دیا کیونکہ راوی خَالِدُ بْنُ دُرَيْك کا عائشہ رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں

سنن ابو داود ح ٤١١٦ میں ہے

حدَّثنا أحمدُ بنُ عمرو بنِ السَّرح وأحمدُ بنُ سعيد الهمدانيُّ، قالا: أخبرنا ابنُ وهبٍ، أخبرني عبدُ الله بنُ لهيعةَ، عن موسى بنِ جُبَيْرٍ، أن عُبيدَ اللهِ ابنَ عباسٍ حدَّثه، عن خالد بن يزيدَ بنِ معاويةَ عن دِحْيَةَ بن خَليفة الكلبي أنه قال: أُتِيَ رسولُ الله - صلَّى الله عليه وسلم - بِقباطيّ، فأعطاني منها قُبْطّيةً، فقال: "اصْدَعْها صِدْعَين، فاقْطَعْ أحدَهما قميصاً، وأعْطِ الآخرَ امرأتَك تَخْتَمِرْ بهِ"، فلما أدبر، قال: "وأْمرِ امرأتَك أن تجعلَ تحتَه ثوباً لايَصِفُها"

دِحیہ بن خلیفہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں : رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت ۔ میں ایک مرتبہ مصر کے سفید رنگ کے باریک کپڑے لائے گئے - رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ان میں سے ایک کپڑا مجھے عطا کیااور ارشاد فرمایا : اس کے دو ٹکرے کر کے ایک سے اپنا کرتا اور دوسرا اپنی بیوی کو دے دیناجس سے وہ اپنا دوپٹا بنا لے ۔ راوی کہتے ہیں جب میں چلنے لگا تو رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے مجھے اس بات کی تاکید کی کہ اپنی بیوی کو کہنا کہ اس کے نیچے دوسرا کپڑا لگا لے تا کہ دوپٹے کے نیچے کچھ نظر نہ آئے ۔

شعَيب الأرنؤوط - محَمَّد كامِل قره بللي کہتے ہیں سند منقطع ہے

إسناده ضعيف لانقطاعه، فإن خالد بن يزيد بن معاوية لم يلق دحية الكلبي فيما قاله الحافظ الذهبي في "تلخيص المستدرك" 4/ 187، و"سير أعلام النبلاء" 4/ 382.

مسند احمد میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی علی کو نصیحت کی

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ أَبِي الطُّفَيْلِ، عَنْ عَلِيٍّ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " لَا تُتْبِعِ النَّظَرَ النَّظَرَ، فَإِنَّ الْأُولَى لَكَ وَلَيْسَتْ لَكَ الْآخِرَةُ

اے علی نظر پڑ جانے کے بعد پھر نظر نہ ڈالو کیونکہ تمہارے لئے پہلی نظر تو جائز ہے، مگر دوسری نظر جائز نہیں ہے

سلمة بن أبي الطفيل پر ابن خراش کہتے ہیں یہ مجھول ہے جبکہ البانی نے اس کو حسن کہہ دیا ہے

طبرانی میں ابن مسعود سے منسوب قول ہے کہ یوسف علیہ السلام تک پردہ کرتے تھے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النَّضْرِ الْأَزْدِيُّ، ثنا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو، ثنا زُهَيْرٌ، ثنا أَبُو إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: «أُعْطِيَ يُوسُفُ، وَأُمُّهُ ثُلُثَيِ الْحُسْنِ، حُسْنَ النَّاسِ فِي الْوَجْهِ وَالْبَيَاضَ وَغَيْرَ ذَلِكَ، وَكَانَتِ الْمَرْأَةُ إِذَا أَتَتْهُ غَطَّى وَجْهَهُ مَخَافَةَ أَنْ تُفْتَتَنَ»

یوسف علیہ السلام کے پاس جب کوئی عورت آتی تو وہ چہرہ چھپا لیتے مبادا عورت فتنہ میں پڑ جائے

اس کی سند میں ابو اسحاق مدلس ہے - اس کا عنعنہ ہے

یہ ممکن نہیں کہ یوسف علیہ السلام جو مصری وزیر تھے ان کے شہر و محل میں عورتیں نہ ہوں اور وہ ہر وقت اس طرح کریں - یہ مسلمان راویوں کا افراط ہے

فقہاء کے فتوے

امام ابو حنیفہ کا فتوی

الموسوعة الفقهية الكويتية صادر عن: وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية - الكويت
میں درج ہے

يَجُوزُ النَّظَرُ إِلَى الْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ مِنَ الْمَرْأَةِ الأْجْنَبِيَّةِ بِغَيْرِ شَهْوَةٍ، وَهَذَا الْقَوْل رَوَاهُ الْحَسَنُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ، وَذَكَرَهُ الطَّحَاوِيُّ، وَهُوَ قَوْل بَعْضِ فُقَهَاءِ الْمَالِكِيَّةِ.

اجنبی عورت کے چہرہ ، ہاتھ اور پیر بغیر شہوت دیکھنا جائز ہے یہ قول حسن بن زیاد نے امام ابو حنیفہ سے روایت کیا ہے ، امام طحاوی نے اس کا ذکر کیا ہے اور یہی قول بعض مالکی فقہاء کا ہے

الخلافيات بين الإمامين الشافعي وأبي حنيفة وأصحابه میں أبو بكر البيهقي (384 هـ - 458 هـ) نے ذکر کیا

مَسْأَلَةٌ : وَعَوْرَةُ الْحُرَّةِ جَمِيعُ بَدَنِهَا غَيْرَ الْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ

وَقَالَ أَبو حَنِيفَةَ: غَيْرَ الْوَجْهِ وَالْيَدَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ، وَالرِّجْلَيْنِ إِلَى الْكَعْبَيِ

مسئلہ آزاد عورت کا تمام بدن چھپانا ہے سوائے چہرے و ہاتھ کے

ابو حنیفہ نے کہا تمام سوائے چہرہ و ہاتھ کہنی تک اور پیر ایڑھی تک

مغنی از ابن قدامہ میں ہے

قال أبو حنيفة: القدمان ليسا من العورة

ابو حنیفہ نے کہا قدم چھپانے میں نہیں ہے

البناية شرح الهداية از أبو محمد محمود بن أحمد بن موسى بن أحمد بن حسين الغيتابى الحنفى بدر الدين العينى (المتوفى: 855هـ) میں ہے

قال - رَحِمَهُ اللَّهُ -: ولا يجوز أن ينظر الرجل إلى الأجنبية إلا إلى وجهها وكفيها لِقَوْلِهِ تَعَالَى: {وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا} [النور: 31]

القدوري نے کہا مرد کے لئے جائز نہیں کہ اجنبی عورت کو دیکھے سوائے اس کے چہرہ و ہاتھ کے

راقم کہتا ہے وضو اور تیمم کرنے کے لئے جو اعضا ہیں ان کو کھلا رکھا جا سکتا ہے

حالت احرام کے حوالے سے ابن حزم نے امام ابو حنیفہ کے فتوی کا ذکر کیا

وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ وَأَصْحَابُهُ: لَا يُغَطِّي الْمُحْرِمُ وَجْهَهُ فَإِنْ فَعَلَ فَعَلَيْهِ الْفِدْيَةُ

ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب نے کہا حالت احرام میں چہرہ نہیں ڈھکا جائے گا ، اگر کیا تو فدیہ دینا ہو گا

امام احمد کا عجیب فتوی

شارح بخاری ابن بطال کہتے ہیں

وقال أبو بكر بن عبد الرحمن: كل شىء من المرأة عورة حتى ظفرها، وهذا قول لا نعلم أحدًا قاله إلا أحمد بن حنبل، وقال مالك، والشافعى: قدم المرأة عورة، فإن صلت وقدمها مكشوفة أعادت فى الوقت عند مالك، وكذلك إن صلت وشعرها مكشوف، وعند الشافعى تعيد أبدًا، وقال أبو حنيفة، والثورى: قدم المرأة ليست بعورة

ابو بکر بن عبد الرحمان نے کہا عورت کے جسم کی ہر چیز چھپانے والی ہے حتی کہ اس کا ناخن بھی اور اس قول کو کسی فقیہہ نے نہیں کہا سوائے امام احمد کے - اور امام مالک و شافعی نے کہا عورت کا قدم چھپانے کی چیز ہے البتہ وقت نماز میں کھلا رہے اور اسی طرح اس کے بال دکھائی دے سکتے ہیں اور امام ابو حنیفہ اور ثوری کہتے ہیں قدم چھپانے میں شامل نہیں ہے

امام مالک کا فتوی

المقدمات الممهدات میں مالکی فقہیہ أبو الوليد محمد بن أحمد بن رشد القرطبي (المتوفى: 520هـ) کہتے ہیں

وأن لا تبدي عند غير ذي المحرم منها من زينتها إلا ما ظهر منها، وهو الوجه والكفان على ما قاله أهل العلم بالتأويل

جو زینت نظر آ جائے اس سے مراد چہرہ و ہاتھ ہیں جیسا تفسیر کے علماء نے کہا

بداية المجتهد ونهاية المقتصد میں مالکی فقہیہ أبو الوليد ابن رشد الحفيد (المتوفى: 595ھ) نے لکھا ہے

فَرَوَى مَالِكٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: " أَنَّ مَا فَوْقَ الذَّقنِ مِنَ الرَّأْسِ لَا يُخَمِّرُهُ الْمُحْرِمُ "، وَإِلَيْهِ ذَهَبَ مَالِكٌ

امام مالک نے ابن عمر سے روایت کیا سر میں تھوڑی سے اوپر اس کو حالت احرام میں نہیں ڈھکا جائے گا اور اسی طرف امام مالک کا مذھب ہے

امام ابن حزم کا فتوی

المحلی میں ابن حزم کہتے ہیں

فَإِنْ كَانَ امْرَأَةً فَلْتَلْبَسْ مَا شَاءَتْ مِنْ كُلِّ مَا ذَكَرْنَا أَنَّهُ لَا يَلْبَسُهُ الرَّجُلُ وَتُغَطِّي رَأْسَهَا إلَّا أَنَّهَا لَا تَنْتَقِبُ أَصْلًا؛ لَكِنْ إمَّا أَنْ تَكْشِفَ وَجْهَهَا، وَإِمَّا أَنْ تَسْدُلَ عَلَيْهِ ثَوْبًا مِنْ فَوْقِ رَأْسِهَا فَذَلِكَ لَهَا إنْ شَاءَتْ.

لباس میں عورت جو چاہے پہنے جو ہم نے ذکر کیا سوائے اس کے کہ وہ مرد کا لباس نہ پہنے اور سر کو ڈھانکے اور اصل نقاب نہ لگائے – لیکن اگر وہ چہرہ چھپاتی بھی ہے تو کپڑا لٹکا لے اوپر سر سے پس یہ ہے کہ اگر وہ چاہے

ابن حزم کے نزدیک احرام میں بھی عورت کی مرضی ہے کہ چہرے ڈھکے یا کھلا رکھے

عبد الرحمان کیلانی نے کتاب احکام ستر میں ذکر کیا

چہرے اور ہاتھوں کا پردہ

ہم پہلے بتلا چکے ہیں کہ امت مسلمہ کا ایک قلیل طبقہ ایسا بھی رہا ہے جو چہرے اور ہاتھوں کے پردہ کا قائل نہیں۔ یہ بات موجودہ دور میں مغرب زدہ طبقہ کے لئے بہت خوش آئند ہے۔ ہر چونکہ اس مسئلہ میں موجودہ دور کے ایک محدث "جناب ناصر الدین البانی" بھی خاصی لچک رکھتے ہیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ان حضرات کے دلائل کا بھی جائزہ لیا جائے۔ پہلے ہم قائلین

راقم کہتا ہے یہ طبقہ احناف و مالکی فقہاء کا ہے اور اس کو قلیل کہنا عبد الرحمان کیلانی کا فریب دینا ہے – امام ابو حنیفہ کے معتقدین کی اس امت میں کثرت رہی ہے اور فقہ حنفی ہی جمہور کا مسلک رہا ہے –

نتائج

الغرض چہرے کے پردے کے حوالے سے جو تفصیلات مصادر اسلامی میں ہیں ان کے مطابق

اول امہات المومنین چہرہ کا پردہ کرتیں تھیں لیکن حجرات کے اندر اپنے غلاموں سے پردہ نہیں کرتیں تھیں۔

دوم آزاد مسلم عورتیں (یعنی جو لونڈیاں نہ تھیں) جسم کو جلباب سے چھپاتی تھیں اور باہر نکلنے پر اسی سے آنچل بنا لیتی تھیں۔ گھر میں اجنبی و نا محرم کی آمد پر خواتین دوپٹہ سر پر لیتیں۔

عورتوں کا چہرے کا پردہ، قرن اول میں ضروری قرار نہیں دیا گیا تھا اگرچہ بعض عورتیں اس کو کرنے لگ گئی تھیں لیکن اس کو بزور نافذ نہیں کیا گیا تھا، جو عورت چاہتی چہرہ چھپاتی اور جو چاہتی چہرہ نہ ڈھکتی۔

سوم مسلم لونڈیوں کا کسی بھی قسم کا پردہ دور نبوی میں نہ تھا۔ نہ وہ جلباب لیتیں تھیں، نہ چہرہ کا حجاب کرتیں تھیں، البتہ امام ابن حزم اور عصر حاضر کے غیر مقلد عالم البانی کے نزدیک لونڈیاں جلباب لیتی تھیں، چہرہ چھپانا ان پر ضروری نہ تھا